جلد ۱۰ اخاء ۱۳۴۸ ہش شمارہ ۱۰
اکتوبر ۱۹۶۹ء

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ بدل اشتراک
پاکستان و بھارت چھ روپے
دیگر ممالک تیرہ شلنگ

فی پرچہ سات پیسے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

(آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

اخاء ۱۳۴۸ ہش

(ستمبر ۱۹۶۹ء)

ایڈیٹر

مسعود احمد دہلوی

سالانہ چندہ :- چھ روپے ☆ فی پرچہ :- ساٹھ پیسے

فہرستِ مضامین

پبلشر: چوہدری محمد ابراہیم ☆ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ☆ مقامِ اشاعت: دفتر ماہنامہ انصار اللہ

(دارالصدر جنوبی ربوہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

جلد ۱۰ | ماہنامہ انصار اللہ ربوہ | شمارہ ۱۰

اخاء ۱۳۴۸ ھش

(اکتوبر ۱۹۶۹ء)

مؤمن کی حیاتِ روحانی اور اس کی ایک واضح علامت

خدا کے نام پر بلند ہونے والی آواز پر والہانہ لبّیک

وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ، اُس کے قائم کردہ دینِ حنیف اور اس دین کے تقاضوں سے بے پرواہ ہوکر عملاً گمراہی کے راستہ پر جا پڑتے ہیں اور تمام تر اپنی نفسانی خواہشات کے غلام بن کر رہ جاتے ہیں اسلام ایسے لوگوں کو انسان نہیں بلکہ جانوروں سے بھی بدتر قرار دیتا ہے۔ چنانچہ ایسے لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

أَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلٰهَهُ هَوٰهُ ۭ أَفَأَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ۝ أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ أَوْ يَعْقِلُوْنَ ۭ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ

(اے رسولؐ) کیا تُو نے اُس شخص کا حال بھی معلوم کر لیا ہے جس نے اپنی خواہشاتِ نفسانی کو اپنا معبود بنا لیا ہے کیا تُو اُس شخص پر نگران ہے (کہ تُو جبراً اُسے گمراہی سے روکے) کیا تُو سمجھتا ہے کہ ان میں سے اکثر سُنتے یا سمجھتے ہیں؟ وہ تو فقط

سَبِيْلًا ۝
(الفرقان آیت ۴۴-۴۵)

جانوروں کی طرح ہیں بلکہ رویّہ کے لحاظ سے ان سے بھی بدتر۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ یہ لوگ دل، آنکھیں اور کان رکھنے کے باوجود نہ حق بات کو سمجھتے ہیں نہ دیکھتے ہیں اور جب انہیں حق کی طرف بلایا جائے جس میں سراسر اُن کا اپنا ہی فائدہ ہوتا ہے تو وہ اُس آواز پر کان نہیں دھرتے اور ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔

لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا
وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا
وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ
اُولٰۗىِٕكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ
اَضَلُّ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝
(الاعراف آیت ۱۸۰)

ان کے دل تو ہیں مگر ان کے ذریعہ سے وہ سمجھتے نہیں اور اُن کی آنکھیں تو ہیں مگر اُن کے ذریعہ سے وہ دیکھتے نہیں اور اُن کے کان تو ہیں مگر ان کے ذریعہ سے وہ سُنتے نہیں۔ وہ لوگ چارپایوں کی طرح ہیں بلکہ اُن سے بھی بدتر، وہ بالکل غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

اسی طرح ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے اصلی مومنوں کی ایک یہ علامت بیان کی ہے کہ وہ حق بات کو سُنتے اور اُسے قبول کر لیتے ہیں۔ برخلاف اس کے جو حق کی آواز پر کان ہی نہیں دھرتے انہیں اللہ تعالیٰ نے مُردہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ۭ
وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ
يُرْجَعُوْنَ ۝ (الانعام آیت ۳۷)

جو لوگ سُنتے ہیں وہی (حق بات کو) قبول کرتے ہیں اور جو (کان رکھنے کے باوجود سُنتے نہیں) مُردے ہیں۔ اللہ انہیں اُٹھائے گا پھر انہیں اُسی کی طرف لوٹایا جائیگا۔

اللہ تعالیٰ نے جہاں حق کی طرف بُلانے والی آواز پر کان نہ دھرنے والوں کو رُوحانی مُردے قرار دیا ہے وہاں اُس نے ایسے لوگوں کی جو رُوحانی حیات سے ہمکنار ہوتے ہیں یہ علامت بیان فرمائی ہے کہ جب بھی انہیں حق کی طرف بلایا جاتا ہے تو وہ فوراً لبّیک کہتے ہوئے آحاضر ہوتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اِس امر کا ذکر کرتے ہوئے کہ وہ دُنیا میں انبیاء مبعوث کر کے رُوحانی مُردوں کو کس طرح زندہ کرتا اور انہیں رُوحانی حیات کی واضح علامت سے کس طرح مالامال کرتا ہے، فرماتا ہے:۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ
تُحْيِ الْمَوْتٰى ۭ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ۭ
قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَىِٕنَّ

اور (اس واقعہ کو بھی یاد کرو) جب ابراہیم نے کہا تھا کہ اے میرے رب مجھے بتا کہ تو مُردے کس طرح زندہ کرتا ہے۔ فرمایا کہ کیا تو ایمان نہیں لا چکا؟

قَلْبِیْ ط قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ط وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۵ (البقرہ آیت ۲۶۱)

ابراہیمؑ نے کہا کیوں نہیں؟ (ایمان تو بے شک حاصل ہو چکا ہے) لیکن اپنے اطمینانِ قلب کی خاطر (میں نے یہ سوال کیا ہے) فرمایا اچھا تو چار پرندے لے اور اُن کو اپنے ساتھ سدھا لے پھر ان میں سے ایک ایک پرندے کو ایک ایک پہاڑ پر رکھ دے پھر انہیں بُلا وہ تیری طرف تیزی سے دَوڑتے چلے آئیں گے۔ اور جان لے کہ اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رُوحانی حیات کی یہ علامت بیان فرمائی ہے کہ وہ لوگ جو رُوحانی طور پر زندہ ہوتے ہیں جب بھی انہیں خدا کے نام پر حق کی باتیں سُننے کے لئے بُلایا جائے تو وہ جہاں کہیں بھی ہوں لبیک کہتے ہوئے بے اختیار اُس مقام پر آ جمع ہوتے ہیں جس جگہ پر جمع ہونے کے لئے کہا جاتے۔ برخلاف اس کے جو رُوحانی طور پر مُردہ ہوں وہ ایسی آواز پر کان نہیں دھرتے اور اپنی جگہ سے ٹَس سے مَس نہیں ہوتے۔

اسلام چونکہ نوعِ انسان کو رُوحانی حیات سے ہمکنار کرنے آیا ہے اور اس کی غرض یا علّتِ غائی یہی ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کے حقیقی عبد اور صحیح معنوں میں اس کے فرمانبردار اور اطاعت گزار بندے بنیں اس لئے اللہ تعالےٰ نے ایسا انتظام فرمایا ہے کہ اسلام قبول کر کے رُوحانی حیات سے ہمکنار ہونے والوں سے روحانی حیات کی مذکورہ بالا علامت کا بار بار اور بہ تکرار اظہار ہوتا رہے تاکہ رُوحانی طور پر اُن کے پھر مُردہ ہونے کا امکان نہ رہے۔ چنانچہ جو مومن بھی دن میں پانچ وقت اذان کی آواز سُن کر لبّیك اللّٰھم لبّیك کہتا ہُوا محلّہ کی مسجد میں جا حاضر ہوتا اور وہاں سب کے ساتھ مل کر باجماعت نماز ادا کرتا ہے وہ اپنی روحانی حیات کا ایک ثبوت دیتا ہے۔ اِسی طرح جمعہ کے روز جب ایک شہر کے مسلمان جمعہ کی اذان سُنتے ہی قرآنی حکم کے بموجب اپنے کاروبار بند کر کے شہر کی جامع مسجد میں پُورے تعہّد کے ساتھ آ جمع ہوتے ہیں وہ ایک اَور ثبوت اِس امر کا بہم پہنچاتے ہیں کہ وہ بحمد اللہ تعالیٰ رُوحانی طور پر مُردہ نہیں بلکہ زندہ ہیں۔ یہی حال عیدین کے اجتماع اور بین الاقوامی لحاظ سے حج کے عظیم الشان اجتماع کا ہے۔ اِن سب مواقع پر مومنین کا خالصۃً لِلّٰہ لبّیك اللّٰھم لبّیك کہتے ہوئے مقررہ مقام اور بالآخر مکّہ معظمہ میں دیوانہ وار آ جمع ہونا دراصل اِس امر کا ثبوت بہم پہنچانے کے مترادف ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق اور اُس کے فضل کے نتیجہ میں رُوحانی حیات سے ہمکنار ہوتے ہوئے عنداللہ رُوحانی مُردوں میں نہیں بلکہ زندوں میں شامل ہیں۔ اپنے عمل سے رُوحانی حیات کا ثبوت دینے کے نتیجے میں ایسے

مومنوں کو اللہ تعالیٰ ہر بار رُوحانی طور پر حیاتِ تازہ سے ہمکنار کرکے اُن کے لئے رُوحانی موت کے امکانات کو معدوم کرتا چلا جاتا ہے۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پنجوقتہ نمازوں، نیز جمعہ، عیدین اور حج کے اجتماعوں کے ذریعہ ہی مومنوں کو اپنی رُوحانی حیات کا ثبوت دینے کی تلقین نہیں کی اور ان مقررہ مواقع پر ہی اکتفا نہیں فرمایا بلکہ انہیں ہدایت فرمائی کہ جب بھی مامور من اللہ اور اس کی اتباع میں اُس کا جانشین یا نمائندہ مومنوں کو بلائے اور آ جمع ہونے کے لئے کہے تو اُن کا فرض ہے کہ وہ سب کام کاج چھوڑ کر فوراً اُس کی آواز پر لبیک کہیں اور آ حاضر ہوں اِس طرح وہ اپنی روحانی حیات کا ثبوت ہی نہیں فراہم کریں گے بلکہ تازہ حیاتِ رُوحانی سے ہمکنار ہوکر اپنے گھروں کو واپس لوٹیں گے۔ اس کے نتیجہ میں وہ رُوحانی لحاظ سے ہمیشہ ترو تازہ رہیں گے اور اُن کے لئے پژمردگی کا سوال ہی پیدا نہ ہوسکے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَ اَنَّهٗ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝

اے مومنو! اللہ اور اس کے رسولؐ کی بات سُنو (یعنی اس کی آواز پر لبیک کہو) جبکہ وہ تمہیں زندہ کرنے کے لئے پکارے اور جان لو کہ اللہ انسان اور اس کے دل میں حائل ہے اور یہ کہ تم اُسی کی طرف زندہ کرکے لوٹائے جاؤ گے۔

(الانفال آیت ۲۵)

اِس آیت سے ظاہر ہے کہ مومنوں کے لئے یہی کافی نہیں ہے کہ وہ پانچ وقت حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے مسجدوں میں جاکر باجماعت نماز ادا کریں یا جمعہ، عیدین اور حج کے اجتماعات میں خدائی حکم کے ماتحت شریک ہوں بلکہ جب بھی انہیں خدا اور رسولؐ کے نام پر جمع ہونے کے لئے بلایا جائے تو وہ والہانہ طور پر لبیک کہتے ہوئے جا حاضر ہوں۔ ایسا کرنے میں خود اُن کا اپنا ہی فائدہ ہے کیونکہ اس کے نتیجہ میں وہ حیاتِ تازہ سے ہمکنار ہوں گے اور اِس طرح اُن کے لئے اِس بات کا امکان ہی ختم ہوجائے گا کہ وہ کبھی رُوحانی موت کا شکار ہوسکیں۔ یہی وجہ ہے کہ اصل اور حقیقی مومن وہی ہوتے ہیں کہ جو ہمیشہ اِس انتظار میں رہتے ہیں کہ کب مرکز کی طرف سے آواز بلند ہو اور وہ اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے فوراً وہاں جا حاضر ہوں اور اِس طرح اپنی رُوحانی حیات کا ثبوت دیں اور حیاتِ تازہ سے ہمکنار ہوکر اپنے گھروں کو واپس لوٹیں۔ جائز عذر اور ناگزیر مجبوری الگ بات ہے ورنہ ایک حقیقی مومن کی فطرت میں یہ بات داخل ہوتی ہے کہ خدا اور رسول کے نام پر جب بھی بلایا جائے تو وہ لبیک

ہیے بغیر رہ ہی نہیں سکتا۔

ہمارے لئے جو اپنی عمر کے لحاظ سے انصار اللہ کہلاتے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوتِ قدسیہ اور نظامِ خلافت کی عظیم الشان برکات کے طفیل اس زمانہ میں ایک نئی رُوحانی حیات سے ہمکنار ہوئے ہیں اپنی اس رُوحانی حیات کا ثبوت فراہم کرنے کا ایک اور انمول موقع آپہنچا ہے اور وہ ہے ہمارا نہایت درجہ مقدس و بابرکت سالانہ اجتماع جو امسال ۲۴، ۲۵، ۲۶ اخاء (مطابق ۲۴، ۲۵، ۲۶ اکتوبر) ربوہ کی مقدس سرزمین میں منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ اس کے انعقاد پذیر ہونے کا اعلان دراصل خدا اور رسولؐ کے نام پر بلند ہونے والی اُس ندا کا درجہ رکھتا ہے جس پر ہر رکنِ انصار اللہ کا والہانہ لبیک کہنا از بس ضروری ہے کیونکہ یہ لبیک اُس کی طرف سے اس امر کا ایک زندہ ثبوت ہوگی کہ وہ بفضل اللہ تعالیٰ رُوحانی طور پر زندہ ہے اور اپنی اس زندگی کو نئی تازگی سے ہمکنار کرنے کا دل سے متمنّی ہے۔

مجالس انصار اللہ کے وہ ہزاروں ہزار اراکین جو سال بہ سال والہانہ انداز میں مرکز کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے دیوانہ وار مرکز میں آ جمع ہوتے اور اس للّٰہی مقدس و بابرکت اجتماع میں شمولیت کی سعادت حاصل کرتے ہیں حق الیقین کا درجہ رکھنے والے تجربہ کی بناء پر جانتے ہیں کہ ہمارا یہ اجتماع انابت الی اللہ کی مخصوص روایات کے ساتھ خالص رُوحانی ماحول میں منعقد ہوتا ہے جس کی پاک اور انقلاب انگیز تاثیرات کو ہر شخص اپنے اندر محسوس کرتا اور ایک نئے یقین، نئے ایمان اور خدمتِ دین کے نئے عزائم سے مالا مال ہو کر اپنے گھروں کو واپس لوٹتا ہے۔ کیوں نہ ہو جبکہ انہیں اپنے جان و دل سے عزیز آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے رُوح پرور، وجد آفرین اور ولولہ انگیز خطابات اور ان خطابات میں بیش قیمت ارشادات، زرّیں نصائح اور انمول ہدایات سے فیضیاب ہونے کے بے حساب مواقع میسّر آتے ہیں۔ انہیں علوم و معارف سے اپنی جھولیاں بھرنے، نئی بصیرت سے ہمکنار ہونے اور خدمتِ دین کے سلسلہ میں اپنی نئی ذمہ داریوں سے آگاہ ہو کر انہیں کما حقہٗ ادا کرنے کے نئے حوصلوں، نئے عزائم اور نئی قوت و توانائی سے بہرہ یاب ہونے کی سعادت میسّر آتی ہے۔ پھر قرآن مجید، احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پُر معارف درسوں کے علاوہ مختلف علمی اور تربیتی موضوعات پر علماءِ سلسلہ کی سلسلہ وار تقاریر اس پر مستزاد ہوتی ہیں۔ اس طرح اجتماع کے ایّام میں لمحہ بہ لمحہ نہایت درجہ لذیذ اور فرحت بخش رُوحانی غذا انہیں ملتی چلی جاتی ہے جو اُن میں زندگی کی ایک نئی رُوح پھونک کر اُن کے سلئے

سیری اور سیرابی کا باعث ثابت ہوئے بغیر نہیں رہتی۔

پھر ان بابرکت ایام میں اتنی خصوصی عبادات، دعاؤں اور ذکرِ الٰہی کے ایسے انمول مواقع میسر آتے ہیں کہ جو انسان کی کایا پلٹ کر رکھ دیتے ہیں اور وہ یہ محسوس کئے بغیر نہیں رہتا کہ بلاشبہ اسے فرشتوں کی معیت حاصل ہے اور وہ ایک نئے آسمان کے نیچے نئی زمین پر زندگی بسر کر رہا ہے۔ چنانچہ جب وہ تین دن اور راتیں اس خالص دینی اور روحانی ماحول میں بسر کر کے اپنے گھر واپس لوٹتا ہے تو اس نئے آسمان اور نئی زمین کی پاک تاثیرات اس کے ساتھ ہوتی ہیں جو سال کے باقی ایام میں اسے اپنے فرائض سے غافل یا سست نہیں ہونے دیتیں۔

اجتماع انصار اللہ کی یہی وہ عظیم الشان برکات ہیں جو اس میں سال بہ سال شمولیت کی سعادت سے بہرہ ور ہونے والوں کے ذوق و شوق کو فزوں سے فزوں تر کرتی چلی آرہی ہیں۔ وہ سارا سال اسی انتظار میں دن بسر کرتے ہیں کہ اجتماع انصار اللہ کے دن پھر آئیں تا ان کے طفیل ہمیں پھر وہ زماں، وہ روزگار میسر آئے کہ جب ہم علوم و معارف اور حقائق و دقائق کے خزانوں سے اپنی جھولیاں بھریں اور ایک دنیا کو ان انمول ہیروں اور زر و جواہر سے مالا مال کرنے کا وسیلہ ٹھہریں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارے اجتماع میں شمولیت اختیار کرنے والے خوش نصیبوں کی تعداد میں سال بہ سال اضافہ ہی ہوتا چلا آرہا ہے جو ایک دفعہ اس میں شمولیت کی سعادت سے بہرہ ور ہو جاتا ہے وہ پھر آئندہ زندگی میں سال بہ سال شامل ہوتے چلے جانے کا عزم لے کر ہی واپس لوٹتا ہے۔

ہم یقین رکھتے ہیں اور ہمارے اس یقین پر سالہا سال کا تجربہ شاہد ہے کہ پاکستان کے طول و عرض میں بود و باش رکھنے والے انصار آجکل گن گن کر دن گزار رہے ہوں گے کہ کب اجتماع کے مقررہ ایام آئیں اور وہ اُڑ کر اپنے مرکز میں پہنچیں اور اس طرح ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِيْنَكَ سَعْيًا کا پُرکیف نظارہ ایک دفعہ پھر نئی شان کے ساتھ دنیا کی آنکھوں کے سامنے آجائے۔ جب ماہنامہ انصار اللہ کا یہ شمارہ قارئین کے ہاتھوں میں پہنچے گا اس وقت تک یقیناً سال بہ سال شمولیت کی سعادت سے بہرہ ور ہونے والے خوش نصیب انصار مرکز کی طرف دیوانہ وار پرواز کرنے کی تیاریاں مکمل کر چکے ہوں گے اور بس روانگی کے لئے پَر تول رہے ہوں گے۔ انہیں کسی تحریک حتّٰی کہ یاد دہانی کی بھی ضرورت نہیں ہم نے محض اس نیت سے یہ سطور سپردِ قلم کی ہیں کہ اے کاش ہماری یہ معروضات ایسے انصار کے لئے مہمیز کا کام دے سکیں کہ جو اس للّٰہی اور مقدس و بابرکت اجتماع میں شمولیت سے تا حال محروم چلے آرہے ہیں۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ان کی اس محرومی میں غفلت یا سُستی کا دخل نہیں ہے کیونکہ ایک حقیقی احمدی کے لئے اس کا

تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کوئی نہ کوئی مجبوری ہی آڑے آ کر انہیں محروم رکھنے کا باعث بنتی چلی آ رہی ہے۔ بایں ہمہ ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ اگر عزم راسخ ہو اور دل میں سچی تڑپ پائی جاتی ہو تو انسان مجبوریوں پر قابو پانے میں کامیاب ہو جایا کرتا ہے۔ ہم اُمید رکھتے ہیں ہمارے ایسے بھائی معمولی معمولی حرجوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے مجبوریوں پر قابو پانے اور انہیں دُور کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھیں گے اور پُوری کوشش کریں گے کہ وہ اجتماع میں شمولیت کی عظیم الشان سعادت سے کسی طور محروم نہ رہیں۔

ہم خدائے قدوس اور جلیل الذات کی جناب میں دُعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے ارحم الراحمین خدا! اے ذو المجد والعطاء! اے کریم اور مشکل کشا! تو جہاں اپنے اُن مخلص بندوں کو جو سالہا سال سے پُورے تعہد اور عزم و ہمت کے ساتھ اس للٰہی اجتماع میں شمولیت کی سعادت حاصل کر کے اس کی عظیم الشان برکات سے فیضیاب ہوتے چلے آ رہے ہیں ان کے اس اخلاص اور دلی ذوق و شوق کو قبول فرماتے ہوئے انہیں امسال بھی اسی اخلاص اور ذوق و شوق کے ساتھ اجتماع میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرما کیونکہ ہر نیکی خواہ چھوٹی ہو یا بڑی اس کی توفیق تیری جناب سے ہی ملتی ہے۔ نیز ہمارے وہ بھائی جو اپنی مجبوریوں کی وجہ سے اس للٰہی اجتماع میں شمولیت سے ابھی تک محروم چلے آ رہے ہیں تو اُن کی مجبوریاں اپنے فضل سے دُور فرما اور اُن کی مشکلات اُن پر آسان کر دے تاکہ وہ بھی تیرے نام پر بلند ہونے والی آواز پر لبیک کہنے کی سعادت حاصل کر کے اس للٰہی اجتماع میں شمولیت اور اس کی عظیم الشان برکات سے بہرہ مند ہو کر اس کی انقلاب انگیز تاثیرات سے مستفیض ہوں اور وہ بھی تیری جناب میں إِنَّمَا يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ کے مصداق قرار پائیں۔ آمین یا ارحم الراحمین!

فضل ہمیشہ خدا کی طرف سے آتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"فضل ہمیشہ خدا کی طرف سے آتا ہے! ہزار تدبیر کرو ہرگز کام نہ آوے گی جب تک آسمان سے نہ ہو (ناظر) نہیں۔ سانپ کی زہر کی طرح انسان میں زہر ہے، اُس کا تریاق دُعا ہے، جس کے ذریعہ سے آسمان سے چشمہ جاری ہوتا ہے۔ جو دُعا سے غافل ہے وہ مارا گیا۔ ایک دن اور رات جس کی دُعا سے خالی ہے وہ شیطان سے قریب ہوا۔"

(ملفوظات جلد ششم صفحہ ۳۰)

کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خدا کی یاد سے کبھی اور کسی وقت بھی غافل نہ ہونا چاہیئے

جو دم غافل وہ دم کافر والی بات بالکل صحیح اور درست ہے

اپنے اعمال کو صاف کرو اور خدا تعالیٰ کا ہمیشہ ذکر کرو اور کبھی غفلت نہ کرو

ذیل میں امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ پُرمعارف ملفوظات ہدیۂ قارئین کئے جاتے ہیں جن میں حضور نے ذکرِ الٰہی کی اہمیت پر روشنی ڈال کر احباب کو کثرت کے ساتھ ذکرِ الٰہی کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

(۱) نماز ہر ایک مسلمان پر فرض ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک قوم اسلام لائی اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ہمیں نماز معاف فرما دی جائے کیونکہ ہم کاروباری آدمی ہیں مویشی وغیرہ کے سبب سے کپڑوں کا کوئی اعتماد نہیں ہوتا اور نہ ہمیں فرصت ہوتی ہے۔ تو آپ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ دیکھو جب نماز نہیں تو ہے ہی کیا؟ وہ دین ہی نہیں جس میں نماز نہیں۔ نماز کیا ہے؟ یہی کہ اپنے عجز و نیاز اور کمزوریوں کو خدا کے سامنے پیش کرنا اور اُسی سے اپنی حاجت روائی چاہنا، کبھی اُس کی عظمت اور احکام کی بجا آوری کے واسطے دست بستہ کھڑا ہونا اور کبھی کمال مذلت اور فروتنی سے اُس کے آگے سجدہ میں گر جانا اور اُس سے اپنی حاجات کا مانگنا۔ یہی نماز ہے کہ ایک سائل کی طرح کبھی اُس مسئول کی تعریف کرنا کہ تُو ایسا ہے تُو ایسا ہے۔ اُس کی عظمت اور جلال کا اظہار کر کے اس کی رحمت کو جنبش دلانا اور پھر اُس سے مانگنا۔ پس جس دین میں یہ نہیں وہ دین ہی کیا ہے۔ انسان ہر وقت محتاج ہے کہ اس سے اُس کی رضا کی راہیں مانگتا رہے اور اُسی کے فضل کا اُسی سے خواستگار ہو کیونکہ اُسی کی دی ہوئی توفیق سے کچھ کیا جا سکتا ہے۔ (مانگنا یہی ہے کہ) اے خدا ہم کو توفیق دے کہ ہم تیرے ہو جائیں اور تیری رضا پر کاربند ہو کر تجھے راضی کر لیں۔ خدا تعالےٰ کی محبت اُسی کے خوف اور اُسی کی یاد میں دل لگا رہنے کا نام نماز

ہے اور یہی دین ہے۔

پس جو شخص نماز ہی سے فراغت حاصل کرنی چاہتا ہے اُس نے حیوانوں سے بڑھ کر کیا کیا؟ وہی کھانا پینا اور حیوانوں کی طرح سو رہنا۔ یہ تو دین ہرگز نہیں، یہ سیرتِ کفار ہے بلکہ جو دم غافل وہ دم کافر والی بات بالکل درست اور صحیح ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں ہے اُذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ یعنی اے میرے بندو! تم مجھے یاد کیا کرو اور میری یاد میں مصروف رہا کرو میں بھی تم کو نہ بھولوں گا تمہارا خیال رکھوں گا اور میرا شکر کیا کرو اور میرے انعامات کی قدر کیا کرو اور کفر نہ کیا کرو۔ اِس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ذکر الٰہی کے ترک اور اس سے غفلت کا نام کفر ہے۔ پس جو دم غافل وہ دم کافر والی بات صاف ہے۔ یہ پانچ وقت تو خدا تعالیٰ نے بطور نمونہ کے مقرر فرمائے ہیں ورنہ خدا کی یاد میں تو ہر وقت دل کو لگا رہنا چاہیئے اور کبھی کسی وقت بھی غافل نہ ہونا چاہیئے۔ اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ہر وقت اُسی کی یاد میں غرق ہونا بھی ایک ایسی صفت ہے کہ انسان اس سے انسان کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے اور خدا تعالیٰ پر کسی طرح کی امید اور بھروسہ کرنے کا حق رکھ سکتا ہے۔" (الحکم ۱۳؍ مارچ ۱۹۰۳ء)

(۲) "اپنے اعمال کو صاف کرو اور خدا تعالیٰ کا ہمیشہ ذکر کرو اور غفلت نہ کرو جس طرح بھاگنے والا شکار جب ذرا سُست ہو جاوے تو شکاری کے قابو میں آجاتا ہے اِسی طرح خدا تعالیٰ کے ذکر سے غفلت کرنے والا شیطان کا شکار ہو جاتا ہے۔ توبہ کو ہمیشہ زندہ رکھو اور کبھی مُردہ نہ ہونے دو کیونکہ جس عضو سے کام لیا جاتا ہے وہی کام دے سکتا ہے اور جس کو بیکار چھوڑ دیا جاوے پھر وہ ہمیشہ کے واسطے ناکارہ ہو جاتا ہے۔ اِسی طرح توبہ کو بھی متحرک رکھو تاکہ وہ بیکار نہ ہو جاوے۔ اگر تم نے سچی توبہ نہیں کی تو وہ اُس بیج کی طرح ہے جو پتھر پر بویا جاتا ہے اور اگر وہ سچی توبہ ہے تو وہ اُس بیج کی طرح ہے جو عمدہ زمین میں بویا گیا ہے اور اپنے وقت پر پھل لاتا ہے۔ آج کل اس توبہ میں بڑی بڑی مشکلات ہیں ۔۔۔ ہمارے غالب آنے کے ہتھیار استغفار، توبہ، دینی علوم کی واقفیت، خدا تعالیٰ کی عظمت کو مدنظر رکھنا اور پانچوں وقت کی نمازوں کو ادا کرنا ہیں۔ نماز دعا کی قبولیت کی کنجی ہے۔ جب نماز پڑھو تو اُس میں دعا کرو اور غفلت نہ کرو اور ہر ایک بدی سے خواہ وہ حقوقِ الٰہی کے متعلق ہو خواہ حقوق العباد کے متعلق ہو بچو۔"

(الحکم ۲۴؍ اپریل ۱۹۰۳ء)

(۳) "نماز سے بڑھ کر اور کوئی وظیفہ نہیں ہے کیونکہ اس میں حمدِ الٰہی ہے، استغفار ہے اور درود شریف

ہے۔ تمام وظائف اور اوراد کا مجموعہ یہی نماز ہے اور اس سے ہر قسم کے غم و ہم دور ہوتے ہیں اور مشکلات حل ہوتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر ذرا بھی غم پہنچتا تو آپ نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ اور اسی لئے فرمایا ہے اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ اطمینان و سکینت قلب کے لئے نماز سے بڑھ کر اور کوئی ذریعہ نہیں۔۔۔۔ میرے نزدیک سب وظیفوں سے بہتر وظیفہ نماز ہی ہے۔ نماز ہی کو سنوار سنوار کر پڑھنا چاہیئے۔ نماز کو سمجھ سمجھ کر پڑھو اور مسنون دعاؤں کے بعد اپنے لئے اپنی زبان میں بھی دعائیں کرو۔ اس سے تمہیں اطمینان قلب حاصل ہو گا اور سب مشکلات خدا تعالیٰ چاہے گا تو اسی سے حل ہو جائینگی۔ نماز یادِ الٰہی کا ذریعہ ہے اس لئے فرمایا اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ۔"

(الحکم ۳۱ر مئی ۱۹۰۳ء)

(۴) "اصل میں مسلمانوں نے جب سے نماز کو ترک کیا یا اُسے دل کی تسکین، آرام اور محبت سے اس کی حقیقت سے غافل ہو کر پڑھنا ترک کیا ہے تب ہی سے اسلام کی حالت بھی معرض زوال میں آئی ہے۔ وہ زمانہ جس میں نمازیں سنوار کر پڑھی جاتی تھیں غور سے دیکھ لو کہ اسلام کے واسطے کیسا تھا۔ ایک دفعہ تو اسلام نے تمام دُنیا کو زیر پا کر دیا تھا جب سے اُسے ترک کیا وہ خود متروک ہو گئے ہیں۔ دردِ دل سے پڑھی ہوئی نماز ہی ہے کہ تمام مشکلات سے انسان کو نکال لیتی ہے۔ ہمارا بارہا کا تجربہ ہے کہ اکثر کسی مشکل کے وقت دعا کی جاتی ہے ابھی نماز میں ہی ہوتے ہیں کہ خدا نے اس امر کو حل اور آسان کر دیا ہوا ہوتا ہے۔

نماز میں کیا ہوتا ہے؟ یہی کہ (ایک) عرض کرتا ہے، التجا کے ہاتھ بڑھاتا ہے اور دوسرا اس کی عرض کو اچھی طرح سنتا ہے۔ پھر ایک ایسا وقت بھی آتا ہے کہ جو سنتا تھا وہ بولتا ہے اور گزارش کرنے والے کو جواب دیتا ہے۔ نماز کا یہی حال ہے۔ خدا کے آگے سر بسجود رہتا ہے اور خدا تعالیٰ کو اپنے مصائب اور حوائج سناتا ہے۔ پھر آخر سچی اور حقیقی نماز کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ ایک وقت جلد آ جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کے جواب کے واسطے بولتا اور اس کو جواب دیکر تسلی دیتا ہے۔ بھلا یہ بجز حقیقی نماز کے ممکن ہے؟ ہرگز نہیں۔ اور پھر جن کا خدا ہی ایسا نہیں وہ بھی گئے گزرے ہیں۔ ان کا کیا دین اور کیا ایمان ہے۔ وہ کس امید پر اپنے اوقات ضائع کرتے ہیں۔

ہمارے زمانہ میں جو سوال پیش ہوا کہ کیا وجوہات ہیں جن سے اسلام کو زوال آیا اور پھر

وہ کیا ذریعے ہیں جن سے اس کی ترقی کی راہ نکل سکتی ہے۔ اس کے مختلف قسم کے لوگوں نے اپنے اپنے خیال کے مطابق جواب دیتے ہیں مگر سچا جواب یہی ہے کہ قرآن کو ترک کرنے سے تنزل آیا اور اسی کی تعلیم کے مطابق عمل کرنے سے ہی اس کی حالت سنور جاوے گی۔"

(الحکم ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۰۳ء)

آنحضرت پر درود بھیجنے کا حکم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات پیش آمدہ کی اگر معرفت ہو اور اس بات پر پوری اطلاع ملے کہ اس وقت دنیا کی کیا حالت تھی اور آپ نے آکر کیا کیا تو انسان وجد میں آکر اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہہ اٹھتا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں۔ یہ خیالی اور فرضی بات نہیں ہے۔ قرآن شریف اور دنیا کی تاریخ اس امر کی پوری شہادت دیتی ہے کہ نبی کریم نے کیا کیا ورنہ وہ کیا بات تھی جو آپ کے لئے خصوصاً فرمایا گیا اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ کسی دوسرے نبی کے لئے یہ صدا نہیں آئی۔"

(الحکم ۱۷ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء)

منظوم عربی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

وَأَدْرِكْ عِبَادًا لَّكَ كَمَا أَنْتَ أَقْدَرُ

(اپنے بندوں کی دستگیری کر تو بہت بڑی قدرت والا ہے۔)

وَإِنِّي أَرَى أَنَّ الذُّنُوبَ كَبِيرَةٌ وَأَعْرِفُ مَعَهُ أَنَّ فَضْلَكَ أَكْبَرُ

اور یقیناً میں دیکھتا ہوں کہ گناہ بہت بڑے ہیں - اور ساتھ ہی میں جانتا ہوں کہ تیرا فضل سب سے بڑا ہے

إِلٰهِي أَغِثْنَا وَاسْقِنَا وَاحْمِ عِرْضَنَا بِسُلْطَانِكَ الْأَجْلٰى وَإِنَّكَ أَقْدَرُ

اے اللہ! ہماری فریاد رسی کر اور ہمیں پانی پلا اور ہماری عزت کی پاسبانی کر۔ اپنی نمایاں طاقت سے اور تو بڑی قدرتوں والا ہے۔

يَئِسْنَا مِنَ الْمَخْلُوقِ وَانْقَطَعَ الرَّجَا وَجِئْنَاكَ يَا مَنْ يَّعْلَمَنْ مَّا يُضْمَرُ

ہم مخلوق سے مایوس ہو چکے ہیں اور امید منقطع ہو چکی ہے۔ اے اسرار کے جاننے والے ہم تیرے پاس آئے ہیں۔

تَعَالَيْتَ يَا مَنْ لَا تُحَاطُ كَمَالُهُ لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا لَيْسَ يُحْصٰى وَيُحْصَرُ

اے وہ جس کے کمال کا احاطہ نہیں ہو سکتا۔ تیری شان بلند ہے تیری تعریفیں بے حد ہیں۔

تَصَدَّقْ بِأَلْطَافٍ كَمَا أَنْتَ أَهْلُهَا وَأَدْرِكْ عِبَادًا لَّكَ كَمَا أَنْتَ أَقْدَرُ

تو ہم پر نظر کرم فرما ان الطاف کے ساتھ جو تیری شان کے شایاں ہیں۔ اور دستگیری کر اپنے بندوں کی تو بہت بڑی قدرت والا ہے

فَخُذْ بِيَدِي يَا رَبِّ فِي كُلِّ مَوْطِنٍ وَأَيِّدْ غَرِيبًا يُّلْعَنُ وَيُكَفَّرُ

اے میرے رب! تو ہر معرکہ میں میری دستگیری فرما۔ اور اس غریب کی تائید فرما جو لوگوں کا مورد لعنت و تکفیر ہے۔

أَتَيْتُكَ مِسْكِينًا وَعَوْنُكَ أَعْظَمُ وَجِئْتُكَ عَطْشَانًا وَبَحْرُكَ أَزْخَرُ

میں مسکینی سے تیرے حضور آیا ہوں اور تیری مدد بڑی ہے۔ اور میں تیرے پاس پیاسا ہونے کی حالت میں آیا ہوں اور تیرا سمندر موجزن ہے

(حمامۃ البشریٰ)

منظوم فارسی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

یک شب از صدق نعرہ ہا بردار

(ایک رات صدق سے چیخیں مار)

رہ طلب کن بگریہ و زاری　　تا بجوشد ترحّمِ باری

رو رو کر رستہ ڈھونڈ!　　تاکہ خدا کا رحم جوش میں آئے

یک شب از صدق نعرہ ہا بردار　　پیشِ آں عالمِ حقیقتِ کار

ایک رات صدق سے چیخیں مار　　اُس واقفِ حال کے سامنے

از ادب نے براہِ استکبار　　زو مدد خواہ اندریں اسرار

تکبر سے نہیں بلکہ ادب کے ساتھ　　ان اسرار کے لئے اس سے مدد مانگ

تر کن از اشکِ خویش بسترِ خویش　　باز لب را کشائے بادلِ ریش

اپنے آنسوؤں کے ساتھ اپنے بستر کو تر کر　　پھر زخمی دل کے ساتھ یوں عرض کر

ما خطاکار و کارِ ماست خطا　　شد تبہ کارِ ما ز عجلتِ ما

ہم خطا کار ہیں اور ہمارا کام بھی سراسر غلط ہے　　اور ہمارا سب کاروبار جلد بازی کی وجہ سے خراب ہو گیا

گر زِ تست اینکہ سوئے تو خواند　　وز تو بہتر کدام کس داند

اگر یہ شخص جو ہمیں تیری طرف بلاتا ہے　　تیری طرف سے ہی ہے اور کون تجھ سے بہتر حقیقتِ حال کو جانتا ہے

گنہِ ما بہ بخش و چشم کشا!　　تا نمیریم از خلاف و اِبا

تو تو ہمارے گناہ بخش اور ہماری آنکھیں کھول　　تاکہ ہم مخالفت اور انکار کی حالت میں نہ مر جائیں۔

(نزول المسیح)

مومن وہی ہے جو ہر حالت میں خدا تعالیٰ کو یاد رکھتا ہے

(رقم فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۃ الشعراء کی آیت اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَکَرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا (آیت ۲۲۸) کی تفسیر کرتے ہوئے انفرادی اور اجتماعی ذکرِ الٰہی کی اہمیت پر نہایت لطیف پیرائے میں روشنی ڈالی ہے اور اس ضمن میں اجتماعوں کو بابرکت بنانے کے اسلامی طریق کو بھی واضح فرمایا ہے۔ حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"اس آیت میں بھی اور قرآن کریم کی متعدد دوسری آیات میں بھی اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ عملِ صالح کو لازمی قرار دیا ہے..... لیکن یہ امر یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمارے ہاں جن باتوں کو نیک عمل کہتے ہیں یا انگریزی میں جنہیں گڈ ایکشنز (Good actions) کہتے ہیں قرآن کریم اُنہیں عملِ صالح قرار نہیں دیتا۔ سارے قرآن میں شاذ و نادر کے طور پر شاید ہی کسی ایک مقام پر نیک عمل کے لئے خیر کا لفظ استعمال ہوا ہو تو ہوا ہو ورنہ قرآن کریم ہمیشہ عملِ صالح کا لفظ استعمال کرتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم کے نزدیک نیکی وہی ہے جو مطابق حالات ہو۔ اگر حالات کے مطابق کوئی عمل نہ ہو تو وہ عملِ صالح نہیں کہلائے گا۔ مثلاً اگر لوگوں سے دریافت کیا جائے کہ نیک عمل کون سے ہیں تو وہ کہیں گے نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور جہاد وغیرہ حالانکہ قرآن کریم سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ بعض نمازیں بُری ہوتی ہیں، اسی طرح روزے اور بعض صدقہ و خیرات انسان کو ثواب پہنچانے کی بجائے اسے خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا مورد بنا دیتے ہیں پس معلوم ہوا کہ خالی نماز نیک عمل نہیں۔ اگر خالی نماز نیک عمل ہوتا تو وَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ کیوں آتا اور کیوں اللہ تعالیٰ فرماتا کہ بعض نمازیں پڑھنے والے جو ریا کے لئے پڑھتے ہیں، جو اس لئے پڑھتے ہیں کہ لوگ کہیں یہ بڑے بزرگ ہیں، یہ بڑے زاہد اور عابد ہیں، اُن پر ہماری لعنت ہوتی ہے۔ اسی طرح بعض روزے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا انسان کو مورد بنا دیتے ہیں مثلاً انسان عید کے دن روزہ رکھے تو وہ اسلامی نقطۂ نگاہ سے شیطان بن جائے گا۔ یا حج ہے۔ اگر انسان ایسی حالت میں کرے جب اس میں حج کی شرائط نہ پائی جاتی ہوں، یا زکوٰۃ ایسی حالت میں دے جبکہ زکوٰۃ اُس پر فرض نہ ہو تو یہ اعمال صالح نہیں کہلا سکتے۔ عملِ صالح وہی عمل ہے جو مطابق حالات اور موقع

کے مناسب ہو۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے بار بار قرآن کریم میں ایمان کے ساتھ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کا ذکر کیا ہے۔ لوگ غلطی سے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ نماز نجات دلائے گی یا روزہ نجات دلائے گا یا حج نجات دلائیگا یا زکوٰۃ نجات دلائے گی۔ حالانکہ نماز وہ نجات دلا سکتی ہے جو نماز پڑھنے کے موقع پر پڑھی جائے۔ اگر کسی وقت کفار سے جہاد ہو رہا ہو، لڑائی لڑی جا رہی ہو، مسلمان مارے جا رہے ہوں۔ کفار بڑھتے چلے آ رہے ہوں اور کوئی شخص مصلّی بچھا کر نماز پڑھنے لگ جائے تو ہم کہیں گے اُس کی نماز کوئی نماز نہیں۔ اُس وقت جہاد کا کام کرنے کا وقت تھا مصلّے پر بیٹھ کر تسبیح پھیرنے کا وقت نہیں تھا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص نماز کے وقت نماز نہ پڑھے اور کہے کہ میں جہاد کے لئے چلا ہوں تو ہم کہیں گے کہ وہ نماز سے بچنے کا بہانہ تلاش کر رہا ہے۔ غرض اپنی ذات میں نہ نماز نجات دلا سکتی ہے، نہ روزہ، نہ زکوٰۃ، نہ حج، نہ جہاد بلکہ جو نیک کام بھی موقع اور محل کے مطابق ہو وہی انسان کے کام آتا ہے۔

مومنوں کی دوسری خصوصیت اِس آیت میں بتائی گئی ہے کہ ذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا وہ اللہ تعالےٰ کا بڑی کثرت کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔ چونکہ دُنیا میں بعض طبائع ایسی ہوتی ہیں جو صرف اُس وقت ذکر کی طرف توجہ قائم رکھ سکتی ہیں جب وہ اکیلے ذکر میں مشغول ہوں اور بعض طبائع ایسی ہوتی ہیں جو دوسروں کو ذکر کرتا دیکھیں تب اُن میں ذکر کرنے کا جوش پیدا ہوتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے انفرادی اور جماعتی دونوں قسم کے ذکر نمازوں میں جمع کر دیئے ہیں۔ چنانچہ ظہر اور عصر کی نمازیں اس طرح پڑھی جاتی ہیں کہ ہر شخص اپنا اپنا ذکر کر رہا ہوتا ہے۔ امام اپنے طور پر خاموشی سے ذکر کر رہا ہوتا ہے اور مقتدی خاموشی سے اپنے طور پر ذکر کر رہے ہوتے ہیں۔ لیکن مغرب، عشاء اور فجر کے وقت اللہ تعالےٰ نے یہ طریق مقرر کر دیا کہ جب امام سورۂ فاتحہ پڑھے تو تم بھی سورۂ فاتحہ پڑھو مگر جب وہ قرآن پڑھے تو تم خاموش رہو۔ غرض نماز میں بھی اللہ تعالیٰ نے ایسا طریق رکھا ہے کہ بعض جگہ لوگوں کو کلیۃً امام کے تابع کر دیا ہے۔ امام کہتا ہے اَللّٰهُ اَكْبَر تو مقتدی بھی کہتا ہے اَللّٰهُ اَكْبَر۔ امام رکوع میں جاتا ہے تو مقتدی بھی رکوع میں چلا جاتا ہے، امام سجدہ میں جاتا ہے تو مقتدی بھی سجدہ میں جھک جاتا ہے۔ لیکن جو خاموشی کا حصہ ہوتا ہے اُس میں ہر شخص آزاد ہوتا ہے۔ مقتدی کوئی دُعا مانگ رہا ہوتا ہے اور امام کوئی دُعا مانگ رہا ہوتا ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے دونوں طبائع کا علاج کر دیا۔ اُنکا بھی جو دوسروں کو ذکر میں مشغول دیکھ کر ذکر کرنے کی عادی ہوتی ہیں اور اُن کا بھی جنہیں اُس وقت عبادت میں لذّت آتی ہے جب وہ علیحدہ ہوں۔ چنانچہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جنہیں مجلس میں دُعا کرتے وقت رِقّت آتی ہی نہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ جونہی وہ کسی کی چیخ سنتے ہیں اُن کی بھی چیخیں نکل جاتی ہیں۔ پہلے

انہیں جوش نہیں آتا لیکن دوسرے کی گریہ وزاری دیکھ کر انہیں بھی رونا آجاتا ہے۔

لیکن کامل مومن وہ ہوتا ہے کہ جب وہ علیحدہ بیٹھتا ہے تب بھی خدا تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور جب مجلس میں بیٹھتا ہے تب بھی اس کا ذکر کرتا ہے۔ اسی وجہ سے اسلام نے انفرادی ذکر پر بھی بڑا زور دیا ہے اور اجتماعوں کے مواقع پر بھی ذکرِ الٰہی پر زور دیا ہے۔ چنانچہ جب مسلمان حج کے لئے جاتے ہیں تو وہاں بھی ذکرِ الٰہی ہوتا ہے، عیدین کے لئے جاتے ہیں تو وہاں بھی ذکرِ الٰہی ہوتا ہے، شادی اور بیاہ کے لئے جاتے ہیں تو وہاں بھی ذکرِ الٰہی ہوتا ہے، جنازہ کے لئے جاتے ہیں تو وہاں بھی ذکرِ الٰہی ہوتا ہے۔ گویا ہر قسم کے اجتماعوں کو بابرکت بنانے کا نسخہ اسلام نے یہی بتلایا ہے کہ ذکرِ الٰہی پر زور دیا جائے۔ اس کے مقابلہ میں انفرادی ذکر کی اہمیت بھی اسلام نے بار بار بتائی ہے۔ یہاں تک کہ کھانا کھاتے وقت، کھانے سے فارغ ہوتے وقت، سوتے وقت، جاگتے وقت، سفر پر جاتے وقت، سفر سے آتے وقت، غم کے وقت، خوشی کے وقت، مسجد میں آتے وقت اور مسجد سے جاتے وقت، بلندی پر چڑھتے وقت اور بلندی سے اترتے وقت، اسی طرح آئینہ دیکھتے وقت، کپڑے بدلتے وقت، نیا چاند دیکھتے وقت، یہاں تک کہ بیوی کے پاس جاتے وقت بھی دعاؤں اور ذکرِ الٰہی کی تاکید کی ہے اور پھر فرمایا ہے کہ ہر کام شروع کرنے سے پہلے بِسْمِ اللّٰہِ پڑھ لیا کرو ورنہ تمہارا کام بے برکت ہو جائے گا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اسلام نے یہ بھی کہا ہے کہ ہر نماز کے بعد تینتیس ۳۳ دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہِ تینتیس ۳۳ دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور چونتیس ۳۴ دفعہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ لیا کرو۔ مگر اسلام نے یہ بھی کہا ہے کہ مومن کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور وہ صرف تینتیس یا چونتیس دفعہ تسبیح و تحمید کرنے پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ بات بات پر وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، سُبْحَانَ اللّٰہِ یا اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے رہتے ہیں۔ درحقیقت اگر غور سے کام لیا جائے تو یہ دونوں باتیں ہی ضروری تھیں۔ کیونکہ عشق میں انسان کی دونوں حالتیں ہوتی ہیں۔ عشق میں ایک حالت تو وہ ہوتی ہے جب انسان اَور کاموں سے فارغ ہو کر اپنے محبوب سے باتیں کرنے میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اور عشق کی دوسری حالت یہ ہوتی ہے کہ وہ خواہ اَور کاموں میں مشغول رہے اس کا دل اپنے محبوب کی طرف ہی رہتا ہے۔ پس عشق دونوں باتوں کا تقاضا کرتا ہے۔ عشق یہ بھی چاہتا ہے کہ عاشق اپنے معشوق کے لئے اَور کاموں سے فارغ ہو جائے اور عشق یہ بھی چاہتا ہے کہ عاشق اپنے معشوق کا ہر وقت ذکر کرتا رہے۔ پس چونکہ یہ دونوں چیزیں ضروری ہیں اس لئے اسلام نے بعض جگہ تسبیح و تحمید کی ایک معیّن مقدار بھی مقرر کر دی اور پھر

یہ بھی کہہ دیا کہ مومن صرف اس تعداد پر انحصار نہیں رکھتے بلکہ وہ اُٹھتے بیٹھتے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اور ہر وقت ان کی زبانیں ذکرِ الٰہی سے تر رہتی ہیں۔ اس طرح یہ دونوں چیزیں مل کر ایک مومن کے عشق کو مکمل کرتی ہیں۔ اگر اسے یہی خیال آتا رہے کہ میں فلاں وقت میں ذکر کروں گا آگے پیچھے نہیں کروں گا تو اسکے معنے یہ ہوں گے کہ وہ اپنے اوقات کو کلی طور پر خدا تعالیٰ کی یاد میں صرف کرنے کے لئے تیار نہیں۔ وہ اس بات کا منتظر رہتا ہے کہ مقررہ وقت آئے تو وہ ذکر کرے۔ حالانکہ مومن وہی ہے جو ہر حالت میں خدا تعالیٰ کو یاد رکھتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی بزرگ کا یہ مقولہ سُنایا کرتے تھے کہ "دست در کار و دل بایار"۔ یعنی انسان کے ہاتھ تو کاموں میں مشغول ہونے چاہئیں لیکن اس کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ اسی طرح ایک بزرگ کے متعلق مشہور ہے کہ اُن سے کسی نے پوچھا کہ میں کتنی دفعہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کروں تو انہوں نے کہا کہ "محبوب کا نام لینا اور پھر گن گن کر"۔ تو اصل ذکر وہی ہے جو اَن گنت ہو۔ مگر ایک معیّن وقت مقرر کرنے میں یہ خوبی ہوتی ہے کہ انسان اُس وقت اپنے محبوب کے لئے اَور کاموں سے بالکل الگ ہو جاتا ہے۔ اور چونکہ یہ دونوں حالتیں ضروری ہیں اس لئے صحیح طریق یہی ہے کہ معیّن رنگ میں بھی ذکرِ الٰہی کیا جائے اور غیر معیّن طور پر بھی اُٹھتے بیٹھتے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جائے اور اس کے فضلوں اور احسانات کا بار بار ذکر کیا جائے۔"

(تفسیر کبیر جلد پنجم حصّہ دوم ص۴۹۵ تا ص۴۹۹)

نہایت ضروری امر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"یہ ضروری اور بہت ضروری ہے کہ ہر شخص اللہ تعالیٰ سے پُورے تذلل اور انکسار کے ساتھ ہر وقت دُعا مانگتا رہے کہ وہ اُسے سچّی معرفت اور حقیقی بصیرت اور بینائی عطا کرے اور شیطان کے وساوس سے محفوظ رکھے۔"

(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۹۲)

یہ بھی کہہ دیا کہ مومن صرف اس تعداد پر انحصار نہیں رکھتے بلکہ وہ اُٹھتے بیٹھتے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اور ہر وقت ان کی زبانیں ذکرِ الٰہی سے تر رہتی ہیں۔ اس طرح یہ دونوں چیزیں مل کر ایک مومن کے عشق کو مکمل کرتی ہیں۔ اگر اسے یہی خیال آتا رہے کہ میں فلاں وقت میں ذکر کروں گا آگے پیچھے نہیں کروں گا تو اسکے معنے یہ ہوں گے کہ وہ اپنے اوقات کو کلی طور پر خدا تعالیٰ کی یاد میں صرف کرنے کے لئے تیار نہیں۔ وہ اس بات کا منتظر رہتا ہے کہ مقررہ وقت آئے تو وہ ذکر کرے۔ حالانکہ مومن وہی ہے جو ہر حالت میں خدا تعالیٰ کو یاد رکھتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی بزرگ کا یہ مقولہ سُنایا کرتے تھے کہ "دست در کار و دل بایار"۔ یعنی انسان کے ہاتھ تو کاموں میں مشغول ہونے چاہئیں لیکن اس کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ اسی طرح ایک بزرگ کے متعلق مشہور ہے کہ اُن سے کسی نے پوچھا کہ میں کتنی دفعہ اللہ تعالےٰ کا ذکر کیا کروں تو انہوں نے کہا کہ "محبوب کا نام لینا اور پھر گن گن کر"۔ تو اصل ذکر وہی ہے جو اَن گنت ہو۔ مگر ایک معیّن وقت مقرر کرنے میں یہ خوبی ہوتی ہے کہ انسان اُس وقت اپنے محبوب کے لئے اَور کاموں سے بالکل الگ ہو جاتا ہے۔ اور چونکہ یہ دونوں حالتیں ضروری ہیں اس لئے صحیح طریق یہی ہے کہ معیّن رنگ میں بھی ذکرِ الٰہی کیا جائے اور غیر معیّن طور پر بھی اُٹھتے بیٹھتے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جائے اور اس کے فضلوں اور احسانات کا بار بار ذکر کیا جائے۔"

(تفسیر کبیر جلد پنجم حصّہ دوم ص۴۹۵ تا ص۴۹۹)

نہایت ضروری امر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"یہ ضروری اور بہت ضروری ہے کہ ہر شخص اللہ تعالیٰ سے پُورے تذلّل اور انکسار کے ساتھ ہر وقت دُعا مانگتا رہے کہ وہ اُسے سچّی معرفت اور حقیقی بصیرت اور بینائی عطا کرے اور شیطان کے وساوس سے محفوظ رکھے۔"

(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء ص۴۲)

حقوق العباد اور ان کا ایک خاص پہلو

اکرامِ ضیف اور مہمان نوازی کے متعلّق اسلام کی پُرحکمت تعلیم

(مکرم جناب سیّد احمد علی صاحب مربی سلسلہ احمدیہ مقیم سیالکوٹ)

اسلام نے حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی کو بھی نجات اور حصولِ قربِ الٰہی کے لئے ضروری قرار دیا ہے۔ حقوق العباد میں سے مہمان نوازی اور اکرامِ ضیف ایک نہایت ہی اہم خُلق ہے۔ دیگر اخلاقِ حسنہ کی طرح یہ خُلق بھی انبیاء علیہم السلام میں بدرجہ اتم پایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں علی الخصوص اس امر کا ذکر کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بڑے مہمان نواز تھے چنانچہ پارہ ۱۲ رکوع ۷، اور پارہ ۲۶ کے آخر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کا ذکر آتا ہے۔ اور اس امر کا بھی ذکر آتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے مہمانوں کی تواضع کرنے میں اکرامِ ضیف کا کیسا اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔ یہ ایک ایسا اعلیٰ درجہ کا خُلق ہے کہ شدید سے شدید دشمن اور مخالف بھی اس سے رام ہو جاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، آپؐ کے خلفاءؓ اور اصحابؓ میں علیٰ قدرِ مراتب یہ وصف اپنے کمال کو پہنچا ہوا تھا۔ بعض مخالفینِ اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خُلق کے متعلق کہہ دیا کرتے ہیں کہ آپؐ اپنا اثر ورسوخ پیدا کرنے کی غرض سے اکرامِ ضیف کا ایسا اعلیٰ نمونہ پیش فرمایا کرتے تھے۔ حالانکہ انہیں یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں تو یہ وصف دعویٰ نبوّت سے بھی پیشتر پایا جاتا تھا جیسا کہ اس بارہ میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شہادت تَقْرِی الضَّیْفَ سے ثابت ہے۔ اسی طرح ایک شدید مخالف اور کافر ابن الدغنہ کی شہادت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں مہمان نوازی کا وصف پہلے سے موجود تھا قبولِ اسلام کے بعد تو گویا اسے چار چاند لگ گئے۔ یہی حال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر صحابہؓ کا تھا۔ وہ بھی اس وصف میں ایک خاص امتیاز رکھتے تھے۔ ان کے جذبۂ مہمان نوازی کا اندازہ ذیل کی حدیث سے لگایا جا سکتا ہے:۔

"عن ابی ھریرۃؓ انّ رجلًا اتی النّبیّ صلعم فبعث الی نسائہٖ فقلن مامعنا الّا الماء فقال رسول اللہ صلعم مَن یضُمّ اَوْ یضیفُ ھٰذا؟ فقال رجلٌ من الانصارِ أنا۔ فانطلق بہٖ الی امراتہٖ۔ فقال اَکْرِمِیْ ضَیفَ رسول اللہ صلعم۔ فقالت ماعندنا الّا قوت صبیانی۔ فقال ھَیِّئیْ طعامَکِ واصبِحِی سِراجَکِ و نَوِّمِیْ صبیانَکِ اذا ارادوا عَشَاءً۔ فھیّأتْ طعامھا واصبحتْ سراجھا ونوّمت صبیانھا۔ ثمّ قامت کأنّھا تُصلِحُ سِراجَھا فأطفأَتْہُ فجعلا یُرِیَانِہٖ انّھما یأکلانِ۔ فباتا طاوِیَینِ۔ فلمّا اصبح غداً الی رسول اللہ صلعم۔ فقال ضَحِکَ اللہُ اللّیلۃَ أو عجب من فِعَالِکُمَا۔ فانزل اللہ وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِھِمْ وَلَوْ کَانَ بِھِمْ خَصَاصَۃٌ، وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔" (بخاری جلد ۲ باب مناقب الانصار صفحہ ۱۹۲)

یعنی "حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ ایک صحابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے (اور اپنی بھوک اور پریشانی کا اظہار کیا) حضورؐ نے اپنے گھر میں آدمی بھیجا تو معلوم ہوا کہ حضورؐ کے اہل بیت میں بجز پانی کے اور کچھ کھانے کو نہیں۔ حضورؐ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ کون اِس کی مہمان داری قبول کرتا ہے؟ ایک انصاری نے عرض کیا یارسول اللہ! میں مہمانی کروں گا۔ وہ ان کو گھر لے گئے (اس وقت ابھی پردہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا) اور اپنی بیوی سے کہا یہ حضورؐ کے مہمان ہیں ان کی خدمت و تواضع کا خاطر خواہ انتظام کرو۔ بیوی نے کہا (خدا کی قسم) بچوں کے لئے ہی کچھ تھوڑا سا ہے اور کچھ بھی گھر میں نہیں۔ صحابیؓ نے کہا تم کھانا تیار کرکے چراغ روشن کرو۔ جب بچے رات کا کھانا مانگیں تو انہیں بہلا کر سُلا دینا۔ چنانچہ بیوی نے کھانا چُنا، چراغ روشن کیا اور بچوں کو بھی سُلا دیا۔ پھر وہ چراغ کو درست کرنے کے بہانہ سے اُٹھیں اور چراغ کو بُجھا دیا اور اندھیرے میں مہمان پر یہ ظاہر کیا کہ (عرب کے دستور کے مطابق) وہ دونوں اس کے ساتھ کھانے میں شریک ہیں اور حقیقتاً انہوں نے بھوکے ہی رات بسر کی۔ صبح کو جب وہ صحابیؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضورؐ

نے فرمایا کہ آج رات کو اپنے مہمان کے ساتھ تمہارا برتاؤ اللہ تعالیٰ کو بہت ہی پسند آیا۔ اس پر یہ آیت قرآنی نازل ہوئی وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِھِمْ.... ..... الخ یعنی صحابہ ایسے کامل الایمان ہیں کہ وہ اپنی جانوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں۔ اگرچہ ان کو خود فاقہ ہی ہو"

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے آقا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کیسے عاشقِ صادق اور فدائی تھے۔ خود خواہ کتنے ہی محتاج اور حاجتمند ہوتے مگر حضور کے ارشاد اور اشارہ پر اپنی جان، اپنے مال اور اپنی اولاد تک کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں خدمتِ خلق، ایثار اور مہمان نوازی کا وصف اُن میں اپنے کمال کو پہنچ گیا تھا۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا :-

صدق کو جب پایا اصحابِ رسول اللہ نے
اس پہ مال و جان و تن بڑھ بڑھ کے کرتے تھے نثار

الغرض انبیاء علیہم السلام اور علی الخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت اور حضور کے صحابہ کرامؓ کے تعامل کی روشنی میں الٰہی جماعتوں میں اکرامِ ضیف اور مہمان نوازی کے خُلق کا ہونا ازبس ضروری ہے۔ اگر دیکھا جائے تو اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے حلفیہ بیان کَلَّا وَاللّٰہِ لَا یُخْزِیْكَ اللّٰہُ اَبَدًا کے مطابق مہمان نوازی اور دیگر اوصافِ حسنہ کے حامل کبھی ذلیل ورسوا اور ضائع نہیں کئے جاتے۔ اس لحاظ سے بھی جماعت احمدیہ کے ہر فرد کا مہمان نوازی اور اکرامِ ضیف سے متصف ہونا ازبس ضروری ہے۔

چونکہ اسلام نے مہمان نوازی کو نہایت ضروری، موجبِ برکت اور رضائے الٰہی کا باعث ٹھہرایا ہے اس لئے قرآن مجید اور احادیث نبویہ کی روشنی میں مہمان نوازی کے متعلق چند امور ذیل میں درج کئے جاتے ہیں :-

(۱)

قرآن کریم میں مندرجہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعۂ مہمان نوازی (پارہ ۱۲ ع ۷، پارہ ۲۶ رکوع آخر) سے ظاہر ہے کہ مہمان اور میزبان کو سلسلۂ کلام سلام سے شروع کرنا چاہیئے۔

(۲)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مانند اپنے مہمانوں کے لئے کھانے پینے کا فوری انتظام

کرنا چاہیئے کیونکہ کیا معلوم کہ مہمان کن مشکلات سے دوچار ہو کر اور کب سے بھوکا ہونے کی حالت میں آیا ہے۔

(۳)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح مہمانوں کے کھانے کا اہتمام ان سے علیحدگی میں کیا جائے۔

(۴)

جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کچھ وقت کے لئے مہمانوں کے پاس سے اُٹھ کر چلے گئے تھے تاکہ وہ آرام بھی کر سکیں اسی طرح ہمیں بھی مہمانوں کے آرام کا خیال رکھنا لازم ہے۔

(۵)

مہمانوں کے لئے عمدہ کھانے کا اہتمام سُنّتِ ابراہیمیؑ ہے۔ جیساکہ انہوں نے موٹا تازہ بچھڑا مہمانوں کے لئے ذبح کرنے سے دریغ نہ کیا۔

(۶)

مہمان سے یہ پُوچھنا نہیں چاہیئے کہ کیا آپ کھانا کھائیں گے؟ بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح جو بھی ممکن ہو جلد از جلد تیار کر کے حاضرِ خدمت کر دینا چاہیئے سوائے اس کے کہ مہمان خود بخود اپنی عدمِ ضرورت کی وجہ سے منع کر دے۔ اس لئے مہمان کو بھی اِس امر کا خیال رکھنا چاہیئے۔

(۷)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَن کان یؤمن باللہ والیوم الاٰخر فلیکرم ضیفه (ابن ماجہ منہ۲۷) کہ جو اللہ تعالیٰ پر ایمان اور آخرت پر یقین رکھتا ہو اُسے چاہیئے کہ اپنے مہمان کا اکرام و احترام کرے۔ گویا مہمان کی تواضع اور اس کا اکرام کرنا ایمانِ کامل کا جُزو ہے۔

(۸)

حدیث میں ہے کہ ایک صحابی ابوشعیب انصاریؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک سے بُھوک کے آثار محسوس کر کے حضورؐ کی مع چند اصحاب کے دعوت کی (مسلم جلد ۲ جزء اوّل منہ۲۹۲) گویا حسبِ موقع دعوت پر بُلانا بھی مہمان نوازی میں شامل، موجبِ رضائے الٰہی اور حصولِ دعا کا باعث ہے۔

(۹)

میزبان کو بعض امراء کی طرح صرف مہمان کے کھانے پینے، بستر اور حوائج ضروریہ کا ہی

نوکروں کے ذریعہ انتظام کرنا کافی نہیں بلکہ مہمان کو ملنا، کچھ وقت اس کے پاس بیٹھنا اور حال معلوم کرنا یا وجہ تشریف آوری بھی معلوم کرنا ضروری ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مہمان کی آمد پر اُن سے فرمایا کہ:-

"آج میری طبیعت علیل تھی اور مَیں باہر آنے کے قابل نہ تھا مگر آپ کی اطلاع ہونے پر مَیں نے سوچا کہ مہمان کا حق ہوتا ہے جو تکلیف اُٹھا کر آیا ہے۔ اس واسطے مَیں اس حق کو ادا کرنے کے لئے باہر آگیا ہوں۔" (ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۲۰)

(۱۰)

اس مضمون کے شروع میں بیان کردہ حدیث سے یہ بھی ظاہر ہے کہ اگر کوئی روک نہ ہو تو میزبان کو مہمان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول کرنا زیادہ مناسب ہے۔ اس سے جہاں باہمی محبت و اخوّت میں اضافہ ہوتا ہے وہاں کھانے میں اگر کوئی خوبی یا کمی وغیرہ ہو تو اس کا بھی تدارک کیا جا سکتا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی ابتدائی ایام میں مہمانوں کے ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے۔ پھر جب مہمانوں کی کثرت ہو گئی تو مجبوراً یہ طریق چھوڑنا پڑا۔ اسی سلسلہ میں حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی رضی اللہ عنہ نے ایک واقعہ یوں بیان کیا کہ:-

"ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضور مغرب کے بعد مسجد مبارک کی دوسری چھت پر معہ چند احباب کھانا کھانے کے لئے تشریف فرما تھے ایک احمدی میاں نظام الدین ساکن لدھیانہ جو بہت غریب آدمی تھے اور ان کے کپڑے بھی دریدہ تھے حضور سے ۵ آدمیوں کے فاصلہ پر بیٹھے تھے۔ اتنے میں کئی دیگر اشخاص خصوصاً وہ لوگ جو بعد میں لاہوری کہلائے آتے گئے اور حضور کے قریب بیٹھتے گئے جس کی وجہ سے میاں نظام الدین کو پرے ہٹنا پڑتا رہا حتیٰ کہ وہ جوتیوں کی جگہ تک پہنچ گئے۔ اتنے میں کھانا آیا تو حضور نے ایک سالن کا پیالہ اور کچھ روٹیاں ہاتھ میں اٹھا لیں اور میاں نظام الدین کو مخاطب کر کے فرمایا "آؤ میاں نظام الدین صاحب! ہم اور آپ اندر بیٹھ کر کھانا کھائیں"۔ اور یہ فرما کر مسجد کے صحن کے ساتھ جو کوٹھڑی ہے اس میں تشریف لے گئے اور حضور نے اور میاں نظام الدین نے کوٹھڑی کے اندر ایک ہی پیالہ میں کھانا کھایا اور کوئی اندر نہیں گیا۔ جو لوگ قریب آکر بیٹھتے گئے تھے انکے چہروں پر شرمندگی ظاہر تھی۔" (اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ ۱۰۴)

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہ صرف مہمانوں کے ساتھ کھانا کھاتے تھے بلکہ اُن کی دلجوئی کا بھی بڑا خیال رکھتے تھے۔ (اللّٰھم صلّی علیہ وعلیٰ مطاعہٖ)

(۱۱)

دیگر نیک کاموں کی طرح مہمان نوازی بھی محض خدا کی رضا اور اس کی مخلوق کی ہمدردی اور حُسنِ سلوک کی غرض سے کرنی چاہیئے نہ اس غرض سے کہ میری بھی مہمان نوازی کی جائے۔ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ "ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ! اگر میں ایسے آدمی کے پاس جاؤں جو میری مہمان نوازی نہ کرے اگر وہ میرے پاس آئے تو کیا میں اس کی مہمان نوازی کروں یا میں بھی اُس سے اُس کا سا سلوک کروں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، تم ضرور اسکی مہمان نوازی کرو۔" (مشکوٰۃ ص ۳۶۹)

(۱۲)

ایک ضروری ارشاد حضور کا یہ ہے۔ اِنَّ مِنَ السنّةِ اَن يَخْرُجَ الرّجلُ مع ضيفهٖ الی باب الدار۔ (ابن ماجہ ص ۲۴۹، مشکوٰۃ ص ۳۷۰) کہ "جب مہمان رخصت ہونے لگے تو میزبان کو چاہیئے کہ کم از کم گھر کے دروازہ تک اس کے ساتھ ضرور جائے۔"

(۱۳)

اسلام کا دائرہ ہمدردی و مواساۃ وسیع اور عالمگیر ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔ ضافهٗ ضيفٌ وهو كافرٌ (بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ ص ۳۶۲) یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کافر مہمان اُترا، حضور نے اُس کی مہمان نوازی سات بکریوں کے دودھ سے فرمائی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ حضور کے اِس خُلق سے متاثر ہو کر صبح کو داخلِ اسلام ہو گیا۔ (اللّٰھم صلّ علیٰ محمدٍ و آلِ محمدٍ وبارك وسلم انّك حميد مجيد)

(۱۴)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک روز کھانا تیار کرا کر حضورؐ کو دعوت دی، "فرأی تصاویر فرجع"۔ "حضورؐ نے جب ہمارے ہاں تصویریں دیکھیں تو واپس تشریف لے گئے۔" (ابن ماجہ ص ۲۴۹)
اس سے ثابت ہوا کہ اگر کسی دعوت کے موقع پر کوئی ممنوع امر ہو مثلاً ناجائز چیز یا شراب یا بدعتی و رسمی کھانا یا کسی بے غیرتی کا خدشہ ہو یا مردانہ و زنانہ مشترکہ پارٹی ہو تو ایسی دعوت میں شرکت کرنا ہرگز درست نہیں۔ جیسا کہ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا بھی ارشاد ہے کہ عورتوں کو "مکسڈ

پارٹیوں میں جانا جبکہ اِدھر بھی مرد بیٹھے ہوں اور اُدھر بھی مرد بیٹھے ہوں یہ ناجائز ہے۔ (خطبہ جمعہ ۱۶ جون ۱۹۵۵ء صفحہ ۲۷)

(۱۵)

حضرت ابو مسعود انصاریؓ کہتے ہیں کہ ابو شعیب انصاریؓ کا ایک غلام گوشت فروخت کیا کرتا تھا۔ ابو شعیبؓ نے حضورؐ کو صحابہؓ میں بیٹھے دیکھا تو حضورؐ کے چہرہ سے بھوک کے آثار پا کر اپنے غلام سے کہا کہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سمیت پانچ کس کا کھانا تیار کرو۔ کھانا تیار ہونے پر جب اُس نے حضورؐ کو دعوت دی تو حضورؐ کے ہمراہ ایک چھٹا شخص بھی ہو لیا۔ حضورؐ نے فرمایا اے ابو شعیب! یہ شخص ہمارے ساتھ آگیا ہے اگر تم اجازت دو تو آجائے ورنہ نہیں۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کو بھی اجازت ہے۔ (بخاری جلد ۳ صفحہ ۱۸۸)

اِس حدیث سے ہمیں یہ سبق بھی ملتا ہے کہ کسی دعوت میں بدُوں اجازت جانا روا نہیں ہے۔ جو لوگ شادی وغیرہ کی دعوتوں میں بلا اجازت اپنے بچّوں کو ہمراہ لے جاتے ہیں اُن کو ایسا نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کو چور اور لٹیرا قرار دیا ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۷۹)

(۱۶)

اسلام نے جہاں میزبان کو ہدایات دیں وہاں مہمانوں کو بھی ارشاد فرمایا کہ وہ میزبان کے لئے تکلیف کا باعث نہ بنیں اور نہ بلا وجہ زیادہ عرصہ قیام کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

جائزته يومٌ وليلةٌ والضيافةُ ثلثة ايامٍ فما بعد ذٰلك فهو صدقة ولا يحلّ لهٗ ان يثوى (يقيم) عندهٗ حتّٰى يحرّجهٗ۔

(بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ صفحہ ۳۶۸)

یعنی "مہمان کا حق صرف ایک دن رات کی خدمت ہے اور مہمان نوازی تین دن تک ہے اِس سے اُوپر تو صدقہ ہے۔ اور مہمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ جم کر بیٹھ رہے اور میزبان کو تنگ دل کردے۔"

پس میزبان کی مرضی اور اجازت کے بغیر مہمان کو بھی بلا ضرورت زیادہ دیر قیام نہ کرنا چاہیئے۔

(۱۷)

مظاہر حق جلد ۳ صفحہ ۱۲۹ اور مجمع بحار الانوار جلد ۲ میں لکھا ہے کہ "ضیافت آٹھ قسم کی ہے" اسلئے ضیافت یعنی شادی بیاہ، عقیقہ، عام دعوت اور دعوتِ ولیمہ وغیرہ کے تمام مواقع پر مہمانوں کو

میزبان کے لئے دُعا بھی کرنی چاہیئے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ضیافت کے بعد اہلِ خانہ کے لئے یہ دُعا فرمائی :۔

اللّٰھمّ بارك لھم فی ما رزقتَھم واغفرلھم وارحمھم (مسلم جلد ۲ جزء اوّل صفحہ ۲۹۵)

ترجمہ :۔ "اے اللہ! تو ان کے دیئے ہوئے رزق میں برکت دے اور ان کی بخشش فرما اور ان پر رحم فرما"۔

اِس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مہمان نوازی کرنے والے کس قدر لوگوں کی دُعائیں حاصل کرتے ہیں اور جس غریب، محتاج، بھوکے یا مسافر کی مہمان نوازی کی جائے گی وہ ان کو جو صمیمِ قلب اور دلی محبت سے دعائیں دے گا وہ کتنی مقبول اور مستجاب ہوں گی؟

(۱۸)

غالباً اِسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے :۔

" اطعموا طعامکم الاتقیاء " (مشکوٰۃ صفحہ ۲۶۹)

کہ اے مسلمانو! تم نیک و پارسا اور لوگوں کی ضیافت کیا کرو" تاکہ بزرگوں کی دعائیں حاصل کی جا سکیں۔

آخر میں دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقوق العباد کے حصّہ مہمان نوازی کے فرائض کی ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کی برکات سے کما حقہ، متمتع فرمائے کیونکہ مہمان نوازی ان اخلاق میں سے ہے جن کا غیروں پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ پس ہم اِس فریضہ کی ادائیگی کر کے دوسروں کی بھی ہدایت اور راہنمائی کا موجب بنیں اور کسی کے لئے ٹھوکر کا ذریعہ نہ بنیں اور ہمارے نیک نمونہ سے وہ وقت جلد از جلد آجاوے جبکہ ؎

شیطان کی حکومت مٹ جائے اِس جہاں سے
حاکم تمام دنیا پہ میرا مصطفٰے ہو

معرکۂ رُوحانیّت و مادّیت

انسان کا حقیقی شرف رُوحانی ترقّی میں ہے

(مکرّم جناب اخوند نیاض احمد صاحب لاہور)

(قسطِ اوّل)

آج انسان کے قدم چاند پر پہنچ چکے ہیں اور مادی لحاظ سے ترقی یافتہ اقوام چاند سے بھی آگے یعنی مریخ وغیرہ سیّاروں پر پہنچنے کی تیاریاں شروع کر چکی ہیں۔ نیز نظامِ شمسی کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کی خاطر خاص خلائی پروازوں کا انتظام کیا جا رہا ہے۔

سائنس اور انجنیرنگ کے ماہرین کی یہ کامیابیاں قابلِ داد ہیں اور اپنے فن میں ترقی کرتے چلے جانے کے لئے ان کی شدید محنت اور اَن تھک کوشش کا جذبہ یقیناً اپنانے کے لائق ہے ـــــ مگر انسان کی بڑھتی ہوئی مادی ترقی کو دیکھ کر یہ سوال دل میں اُٹھتا ہے کہ کیا اِن کامیابیوں ہی سے انسان کی حقیقی قدر و منزلت اور اس کا مرتبہ ظاہر ہوتا ہے؟ کیا چاند یا دوسرے زمین کے قریبی سیاروں پر پہنچ جانا ہی انسان کی مکمّل استعدادوں کا آئینہ دار قرار دیا جا سکتا ہے؟

حقیقت الامر یہ ہے کہ محض معمولی بلکہ ناقص سمجھ بوجھ کا آدمی ہی اُوپر کے سوال کا جواب اثبات میں دے گا کیونکہ خود وہ لوگ جن کے سر راکٹ اور خلائی جہازوں ایسی ایجادات کا سہرا ہے خلاؤں کے لامتناہی ہونے کے قائل ہیں اور اپنی موجودہ کامیابیوں کو اتنی بڑی بھی تو نہیں سمجھتے کہ جتنی سمندر میں سے ایک قطرہ پا لینے کو۔

پس خواہ انسان چاند سے بھی آگے نظر آنے والے سیاروں پر پہنچ کر واپس آجائے یہ کامیابی خوشکن اور مادی علوم و فنون میں خاص ترقی کی آئینہ دار تو ضرور ہوگی لیکن ایسی کامیابیوں کو انسان کے پُورے قویٰ اور اُس کی تمام استعدادوں کا حاصل ہرگز ہرگز نہیں قرار دیا جا سکتا۔ انسان کی حقیقی منزل چاند یا مریخ نہیں اور سورج ایسا منبعِ حرارت و روشنی سیارہ بھی نہیں۔ بلکہ انسان کی حقیقی منزل ان اجسام

سے بہت آگے اور بہت بلند ہے۔ اور بے شک خالقِ حقیقی نے انسان کو ایسی قوتیں عطا کی ہیں جنکے ذریعہ اگر کوشش کرے اور جذبہ وسعی سے کام لے، تو انسان اصل منزل کو حسبِ استعداد پا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے آقا و مطاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رسالت کے ابتدائی ایام میں ہی تبلیغ حق سے روکنے کے لئے کفار نے جب دولت و بادشاہت کی پیشکش کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما کر اُن کی تجویز کو رد کر دیا تھا کہ تم اگر سورج اور چاند کو بھی میرے لئے فتح کر لاؤ تو بھی میں تبلیغِ حق سے پیچھے نہیں ہٹوں گا۔

پس انسان کی حقیقی منزل وہ ہے جس کی طرف حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے رہنمائی فرمائی۔ یہ مادی سورج، چاند اور ستارے انسان کی منزل، اور انسان کے حقیقی شرف کا نشان نہیں بن سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن جاہل اور مغرور انسانوں کے بارہ میں، جو اپنی مادی ترقی و کمال پر نازاں ہو کر ہدایتِ الٰہی کو قبول کرنے سے انکار کرتے، اپنی پیدائش کی غرض کو بھول جاتے اور خود کو انسانیت کا نگہبان سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ○ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ ج بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ ○ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ
هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ ○ اَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَّسْتَمِعُوْنَ فِيْهِ ج فَلْيَاْتِ
مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ○ (الطور ع ۲)

ترجمہ:۔ "کیا اُن کو بغیر کسی غرض کے پیدا کیا گیا ہے یا وہ خود ہی اپنے خالق ہیں؟ کیا انہوں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے؟ (نہیں!) بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ (خالق ارض وسما پر) یقین ہی نہیں رکھتے۔ کیا اُن کے پاس تیرے رب کے خزانے ہیں؟ یا وہ داروغے ہیں؟ کیا اُن کے پاس کوئی سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر وہ (خدا کی باتیں) سُنتے ہیں؟ پس چاہیئے کہ اُن کا سُننے والا (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح) کوئی کُھلی دلیل پیش کرے۔" (تفسیر صغیر)

اُوپر کی تمام علامات جو قرآن مجید میں بیان ہوئیں، آج کی بے دین یا مشرک اقوام پر منطبق ہوتی ہیں۔ اور ان آیات میں بطور پیشگوئی یہ اشارہ بھی پایا جاتا ہے کہ آخری زمانہ میں مادی طور پر ترقی یافتہ (لیکن روحانی طور پر بالکل پست) انسان کو ایسے ذرائع حاصل ہوں گے جو ظاہری بلندیوں کی طرف لے جانے والے ہوں گے لیکن اُس انسان کا ظاہری عروج اور ظاہری بلندیوں اور سیاروں

تک پہنچنا کسی اخلاقی و روحانی ترقی کی علامت نہیں ہوگا بلکہ اُس انسان کی منفی قوتِ فکر و عمل اس کو حق و راستی اور روحانیت کی راہوں سے دُور بلکہ دُور تر لے جا رہی ہوگی۔ اُسے وہ "سُلطٰن" ہرگز حاصل نہ ہو سکے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آنحضور سے فیض یافتہ انسانوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونا مقدر ہے۔ اس لئے وہ انسان لاکھ بنی نوع کا حقیقی نمائندہ اور لیڈر اور انسانیت کے قدر و مرتبہ کی ایک علامت بننے کا دعویدار ہو، اصل میں اُسے یہ مرتبہ ہرگز حاصل نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے نزدیک اپنی غیر اخلاقی اور رُوحانیت کُش پالیسیوں اور تہذیب کے نتیجہ میں وہ مورد عذاب ہوگا۔ چنانچہ فرمایا۔

اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۙ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۙ (الطور ع ۱)

یعنی "تیرے رب کی طرف سے عذاب ضرور نازل ہو کر رہے گا۔ اُسے کوئی دُور کرنے والا نہیں۔"

پس وہ انسان جسے ظاہری بلندیوں تک رسائی تو ہوگی لیکن اپنی ہٹ دھرمی سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آنحضرت کے نائبین کے پیغام پر کان نہیں دھرے گا اور اُس روحانی "سُلطٰن" سے محروم ازلی بن جائے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر عمل کرنے سے نیک انسانوں کو ملتا ہے۔ اُس انسان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب ضرور نازل ہو کر رہے گا اور اُس کا فخر و غرور اور اُس کی بظاہر جگمگاتی تہذیب کا قصرِ عظیم نیست و نابود کر دیا جائے گا۔

اِس سورۃ الطور کے نام میں یہ حکمت پوشیدہ معلوم ہوتی ہے کہ اِس سورۃ کی مندرجہ بالا آیات یقیناً ایک عظیم الشان پیشگوئی ہیں اُس آخری زمانہ کے لئے، یا جوج و ماجوج کے عروج کے اُن ایام کے متعلق، جب دُنیا کی طاقتور اقوام کے بَل بوتے پر اسرائیل کا ایک نئے فتنہ کی صورت میں عالمِ اسلام کے مقابل برسرِ پیکار ہونا بھی مقدر تھا۔ اور آج کی دُنیا اِس پُرفتن زمانہ کی عینی شاہد ہے۔

اِس سورت کے آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا ۖ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ ۙ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَإِدْبَارَ النُّجُومِ ۙ (الطور ع ۲)

ترجمہ :- "اور تو اپنے رب کے حکم پر قائم رہ کیونکہ تو ہماری آنکھوں کے سامنے (ہماری حفاظت میں) ہے۔ اور چاہیئے کہ جب تو (عبادت کے لئے) کھڑا ہو، تو ہماری حمد کے ساتھ ساتھ تسبیح بھی کرتا رہ۔ اور اسی طرح (جب تو) رات کے وقت (کھڑا ہو تو) اُس (خدا) کی تسبیح کرتا رہ۔ اور جب ستارے پیٹھ پھیر لیں (یعنی رات ختم ہونے

والی ہو) تب بھی" (تفسیر صغیر)

پس یاجوج و ماجوج کے عروج اور اسرائیل کے فتنہ کے ایام میں (جس کی ایک علامت مادی طور پر ترقی یافتہ انسان کا ظاہری بلند مقامات تک رسائی پانا تھا) اسلام کے دوبارہ غلبہ اور نشأۃ کے لئے اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز پر اپنا خاص "حکم" یعنی نبی روحانی تجلیات اور برکات کا نزول فرمائے گا جس کے نتیجہ میں صحابہؓ کا رنگ لئے ہوئے اور دن رات اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید میں مشغول رہنے والی اور دین کی خدمت کرنے والی ایک جماعت دنیا میں قائم کر دی جائے گی۔

سورۃ الطور کے بعد سورۃ النجم ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بے نظیر مرتبہ اور تمام بنی نوع انسان میں سے انتہائی بلند مقام کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ جو مقام نوع انسان کے حقیقی شرف اور فخر اور خالق و مخلوق میں حقیقی محبت اور تعلق کا ایک لاثانی نشان ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

ثُمَّ دَنٰى فَتَدَلّٰى ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝ (النجم ع ۱)

ترجمہ:- "اور وہ (یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بندوں کے اس اضطراب کو دیکھ کر اور ان پر رحم کر کے خدا سے ملنے کے لئے) اس کے قریب ہوئے اور وہ (خدا) بھی (محمد رسول اللہ صلعم کی ملاقات کے شوق میں) اوپر سے نیچے آ گیا۔ اور وہ دونوں دو کمانوں کے متحدہ وتر کی شکل میں تبدیل ہو گئے اور ہوتے ہوتے اس سے بھی زیادہ قرب کی صورت اختیار کر لی۔" (تفسیر صغیر)

چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دور قیامت تک جاری ہے اس لئے نوع انسان پر جو انعامات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ نازل ہوئے اور انسان کے حقیقی قدر و مرتبہ کی جن منازل کی نشاندہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ فرمائی گئی وہ انعام اور وہ منازل آنحضرتؐ کی برکت اور آنحضرت سے اکتساب فیض کے نتیجہ میں آنحضرتؐ کے "بروز" اور نائبین کے ذریعہ موجودہ زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمائے، تاکہ مادہ اور مُردہ پرستوں پر آخری اتمامِ حجت کا موجب ہوں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے موجودہ دور کے "روحانی آدم" کے روحانی مرتبہ کے بارہ میں اپنا مندرجہ ذیل الہام اور اس کے معنی تحریر فرمائے ہیں:-

"پھر بعد اس کے اس روحانی آدم کا روحانی مرتبہ بیان فرمایا اور کہا۔

دَنٰی فَتَدَلّٰی ۝ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ۝

جب یہ آیت شریفہ جو قرآن شریف کی آیت ہے الہام ہوئی تو ...... کچھ خفیف سی خوف سب آگئی اور اس خواب میں اس کے معنی حل کئے گئے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ دنو سے مراد قرب الہٰی ہے ...... اور تدلّی سے مراد وہ ہبوط اور نزول ہے کہ جب انسان تخلق باخلاق اللہ حاصل کر کے اس ذات رحمان و رحیم کی طرح شفقۃً علی العباد عالمِ خلق کی طرف رجوع کرے۔" (تذکرہ طبع دوم صفحہ ۷۰-۷۱)

پس آج کے مادی وظاہری عروج یافتہ انسان کے مقابل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض یافتہ آدمِ دوراں یعنی مسیح موعودؑ کا مرتبہ ومقام ہی بھولی بھٹکی انسانیت کے لئے حقیقی نجات کا ایک بلند مینارِ محکم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضورؑ نے سچائی کو پھیلانے اور دنیا کی سلامتی کے لئے جس مشن اور جماعت کی بنیاد رکھی اُس کے بارہ میں حضورؑ اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر تحریر فرماتے ہیں :-

"اے تمام لوگو! سُن رکھو کہ یہ اُس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اِس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلادے گا اور حجت اور برہان کی رُو سے سب پر اُن کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دُنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اِس مذہب اور اِس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کی فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔"

(بحوالہ تذکرہ طبع ثانی صفحہ ۵۰۲-۵۰۳)

حضورؑ ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں :-

"میرا دل مُردہ پرستی کے فتنہ سے خون ہوتا جاتا ہے ...... میں کبھی کا اِس غم سے فنا ہو جاتا اگر میرا مولیٰ اور میرا قادر و توانا مجھے تسلی نہ دیتا کہ آخر توحید کی فتح ہے۔ غیر معبود ہلاک ہوں گے اور جھوٹے خدا اپنی خدائی کے وجود سے منقطع کئے جائیں گے .... اور وہ تمام خراب استعدادیں بھی مریں گی جو جھوٹے خداؤں کو قبول کر لیتی تھیں۔ نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا۔ اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا ..... قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام۔ اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے

دَنٰی فَتَدَلّٰی ○ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ○

جب یہ آیتِ شریفہ جو قرآن شریف کی آیت ہے الہام ہوئی تو...... کچھ خفیف سی خوب آگئی اور اس خواب میں اس کے معنی حل کئے گئے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ دنو سے مراد قربِ الٰہی ہے...... اور تدلّٰی سے مراد وہ ہبوط اور نزول ہے کہ جب انسان تخلق باخلاق اللہ حاصل کرکے اُس ذاتِ رحمان و رحیم کی طرح شفقةً علی العباد عالمِ خلق کی طرف رجوع کرے۔" (تذکرہ طبع دوم صنـ۷۱-۷۲)

پس آج کے مادّی و ظاہری عروج یافتہ انسان کے مقابل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض یافتہ آدمِ دوراں یعنی مسیح موعودؑ کا مرتبہ و مقام ہی بھولی بھٹکی انسانیت کے لئے حقیقی نجات کا ایک بلند مینارِ محکم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضورؑ نے سچائی کو پھیلانے اور دنیا کی سلامتی کے لئے جس مشن اور جماعت کی بنیاد رکھی اُس کے بارہ میں حضورؑ اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر تحریر فرماتے ہیں :-

"اے تمام لوگو! سُن رکھو کہ یہ اُس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اِس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجّت اور بُرہان کی رُو سے سب پر اُن کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دُنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزّت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اِس مذہب اور اِس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کی فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔"
(بحوالہ تذکرہ طبع ثانی صفحہ ۵۰۲-۵۰۳)

حضورؑ ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں :-

"میرا دل مُردہ پرستی کے فتنہ سے خون ہوتا جاتا ہے...... میں کبھی کا اِس غم سے فنا ہو جاتا اگر میرا مولیٰ اور میرا قادر و توانا مجھے تسلّی نہ دیتا کہ آخر توحید کی فتح ہے۔ غیر معبود ہلاک ہوں گے اور جھوٹے خدا اپنی خدائی کے وجود سے منقطع کئے جائیں گے...... ...... اور وہ تمام خراب استعدادیں بھی مریں گی جو جھوٹے خداؤں کو قبول کر لیتی تھیں۔ نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا۔ اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا...... قریب ہے کہ سب ملّتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام۔ اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے

مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا اور نہ کُند ہوگا جب تک دجّالیت کو پاش پاش نہ کردے۔ وہ دن قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں میں پھیلے گی۔ اُس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔ اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کردے گا۔" (بحوالہ تذکرہ طبع دوم صفحہ ۲۹۸-۲۹۹)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد بھی بے دین اور مشرک انسانوں پر مسلسل اتمام حجت کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے عظیم الشان نشانوں کو جاری رکھا ہے۔ چنانچہ قدیم پیشگوئیوں کے مطابق اللہ تعالیٰ نے المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نشان ظاہر فرمایا اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے روحانی مرتبہ کے متعلق فرمایا:-

مظہر الحق والعلاء کأنّ اللہ نزل من السماء

یعنی وہ الٰہی صفات کا مظہر بن کر دُنیا میں آئے گا، گویا اُس کے ذریعہ خود خدا تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے آسمان سے نازل ہوگا۔

پس حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا عظیم المرتبت وجود بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص برکت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کے نتیجہ میں مادی عروج واقتدار کے مالک لیکن روحانیت وصداقت سے تہی انسانوں کے لئے ایک نشانِ آسمانی ہوگا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کس پُرشوکت انداز میں تحریر فرماتے ہیں :-

"وہ خدا جس نے قرآن شریف نازل کیا ہے، وہ خدا کہ جس نے اس دُنیا کیلئے ایک رُوحانی نظام بنایا ہے جس کے ماتحت یہ دنیا ترقی کر رہی ہے، وہ خدا جس نے احمد علیہ السلام مسیح موعود مہدی معہود کو بتایا تھا کہ وہ اُن کی ذریت سے ۱۸۸۶ء سے لے کر نو سال کے اندر ایک لڑکا پیدا کرے گا جو خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے جلد جلد ترقی کرے گا اور دُنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا اور اسلام کو دُنیا میں پھیلا کر اسیروں کی رستگاری اور مُردوں کے احیاء کا موجب ہوگا۔ اُس کی بات پوری ہوئی اور اُس کا کلمہ اونچا رہا...... ہمارے ذریعہ سے پھر سے آنی حکومت کا جھنڈا اونچا کیا جارہا ہے اور خدا تعالیٰ کے کلاموں اور الہاموں سے یقین اور ایمان حاصل کرتے ہوئے ہم دُنیا کے سامنے پھر قرآنی فضیلت کو پیش

مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا اور نہ کُند ہوگا جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔ وہ دن قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں مُلکوں میں پھیلے گی۔ اُس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔ اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا" (بحوالہ تذکرہ طبع دوم صفحہ ۲۹۸-۲۹۹)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد بھی بے دین اور مشرک انسانوں پر مسلسل اتمام حجت کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے عظیم الشان نشانوں کو جاری رکھا ہے۔ چنانچہ قدیم پیشگوئیوں کے مطابق اللہ تعالیٰ نے المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نشان ظاہر فرمایا اور حضرت مصلح موعودؓ کے روحانی مرتبہ کے متعلق فرمایا:-

مظهر الحق والعلاء كأنّ الله نزل من السّماء

یعنی وہ الٰہی صفات کا مظہر بن کر دُنیا میں آئے گا، گویا اُس کے ذریعہ خود خدا تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے آسمان سے نازل ہوگا۔

پس حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا عظیم المرتبت وجود بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص برکت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کے نتیجہ میں مادی عروج واقتدار کے مالک لیکن روحانیت و صداقت سے تہی انسانوں کے لئے ایک نشانِ آسمانی ہوگا۔ چنانچہ آپؓ کِس پُرشوکت انداز میں تحریر فرماتے ہیں:-

"وہ خدا جس نے قرآن شریف نازل کیا ہے، وہ خدا کہ جس نے اِس دُنیا کیلئے ایک رُوحانی نظام بنایا ہے جس کے ماتحت یہ دنیا ترقی کر رہی ہے، وہ خدا جس نے احمد علیہ السلام مسیح موعود مہدی معہود کو بتایا تھا کہ وہ اُن کی ذریت سے ۱۸۸۶ء سے لے کر نَو سال کے اندر ایک لڑکا پیدا کرے گا جو خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے جلد جلد ترقی کرے گا اور دُنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا اور اسلام کو دُنیا میں پھیلا کر اسیروں کی رستگاری اور مُردوں کے احیاء کا موجب ہوگا۔ اُس کی بات پُوری ہوئی اور اُس کا کلمہ اونچا رہا...... ہمارے ذریعہ سے پھر سے آنی حکومت کا جھنڈا اونچا کیا جا رہا ہے اور خدا تعالیٰ کے کلاموں اور الہاموں سے یقین لعد ایمان حاصل کرتے ہوئے ہم دُنیا کے سامنے پھر قرآنی فضیلت کو پیش

کررہے ہیں۔ گو دُنیا کے ذرائع ہم سے کروڑوں کروڑ گُنے زیادہ ہیں لیکن دُنیا خواہ کتنا ہی زور لگائے، مخالفت میں کتنی ہی بڑھ جائے یہ ایک قطعی اور یقینی بات ہے کہ سورج ٹل سکتا ہے، ستارے اپنی جگہ چھوڑ سکتے ہیں، زمین اپنی حرکت سے رُک سکتی ہے، لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی فتح میں اب کوئی شخص روک نہیں بن سکتا۔ قرآن کی حکومت دوبارہ قائم کی جائے گی اور دُنیا اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے بُتوں یا انسانوں کی پُوجا چھوڑ کر خدائے واحد کی عبادت کرنے لگیگی۔

...... اس شیطان کی برباد کردہ دُنیا کے جنگل میں خدا نے پھر ایک بیج بویا ہے۔ میں ایک ہوشیار کرنے والے کی صورت میں دُنیا کو ہوشیار کرتا ہوں کہ یہ بیج بڑھے گا اور ترقی کرے گا، پھیلے گا اور پھلے گا اور وہ رُوحیں جو بلند پروازی کا اشتیاق رکھتی ہیں، جن کے دلوں کے مخفی گوشوں میں خدا تعالیٰ کے ساتھ ملنے کی تڑپ ہے وہ ایک دن اپنے مادی خوابوں سے بیدار ہوں گی اور بے تاب ہو کر اس درخت کی ٹہنیوں پر بیٹھنے کے لئے دَوڑیں گی۔ تب اس دنیا کے فساد دُور ہو جائیں گے اس کی تکلیفیں مٹا دی جائیں گی، خدا تعالیٰ کی بادشاہت پھر اس دُنیا میں قائم کر دی جائیگی، اور پھر اللہ تعالیٰ کی محبت انسان کے لئے سب سے قیمتی متاع قرار پائے گی۔"

(دیباچہ تفسیر القرآن)

سورۃ النجم جس میں اللہ تعالیٰ نے انسانِ کامل صلی اللہ علیہ وسلم کے بے نظیر مرتبہ و مقام کا ذکر فرمایا اور جس میں "النجم" (یعنی مسیح موعودؑ جو ثریا ستارہ سے ایمان کو واپس لانے والا ہے) کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر بطور شہادت کے پیش فرمایا (ملاحظہ ہو تفسیر صغیر از حضرت مصلح موعودؓ) اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے مادہ پرست اور خدا کی مخالف طاقتوں کی تباہی کی اٹل پیشگوئی بھی ان الفاظ میں فرما دی ہے:۔

أَزِفَتِ الْآزِفَةُ ۝ لَيْسَ لَهَا مِن دُونِ اللَّهِ كَاشِفَةٌ ۝ (النجم ع ۳)

"(اس قوم کے فیصلہ کی) ساعت قریب آگئی ہے۔ اللہ کے سوا کوئی ہستی بھی اس کو ٹلا نہیں سکتی۔"

اور سورۃ النجم کے بعد سورۃ القمر میں بھی اللہ تعالیٰ "شق القمر" کے نشان کو بطور شہادت پیش فرما کر مادہ پرست اور مشرک اقوام کی تباہی کی پیشگوئی ان الفاظ میں فرماتا ہے:۔

اِقۡتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانۡشَقَّ الۡقَمَرُ ۝ (القمر ع ۱)

"تباہی کی گھڑی آگئی ہے اور چاند پھٹ گیا ہے۔"

سورۃ القمر کے بعد سورۃ الرحمٰن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

سَنَفۡرُغُ لَکُمۡ اَیُّہَ الثَّقَلٰنِ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۝ یٰمَعۡشَرَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ اِنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ اَنۡ تَنۡفُذُوۡا مِنۡ اَقۡطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ فَانۡفُذُوۡا ؕ لَا تَنۡفُذُوۡنَ اِلَّا بِسُلۡطٰنٍ ۝ (ع ۲)

ترجمہ:۔ "اے دونو زبردست طاقتو! ہم تم دونو کے لئے فارغ ہو رہے ہیں۔ پھر بولو کہ تم دونو اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کروگے؟ اے جنّ و انس کے گروہ! اگر تم طاقت رکھتے ہو کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل بھاگو تو نکل کر دکھاؤ۔ تم دلیل کے بغیر ہرگز نہیں نکل سکتے۔"

مختصر تفسیر:۔ "جنّ امراء اور انس عوام۔ سو آجکل ایک طرف امراء کا گروہ ہے یعنی کیپٹلزم اور دوسری طرف پرولتاریت یعنی عوام کا یا یوں کہو روس کا۔ دونو پارٹیاں ایسے راکٹ تیار کر رہی ہیں جن سے بلند آسمانی ستاروں تک پہنچ سکیں۔ مگر فرماتا ہے وہ اس میں کامیاب نہیں ہوں گے اور زیادہ سے زیادہ اُن ستاروں تک پہنچ سکیں گے جو اس زمین سے کھُلی آنکھ سے نظر آتے ہیں۔"

(تفسیر صغیر از حضرت مصلح موعودؓ طبع اوّل۔ دسمبر ۱۹۵۷ء)

پس سورۃ الرحمٰن میں بھی اس سے پہلی سورتوں کے تسلسل میں اللہ تعالیٰ نے آخری زمانہ میں یاجوج و ماجوج اقوام کی خوفناک تباہی کی پیشگوئی فرمائی ہے۔ اور سورۃ الرحمٰن کی اِن آیات میں خلائی پروازوں اور انسان کے چاند یا دیگر زمین کے قریب پائے جانے والے ستاروں پر پہنچنے کی بھی پیشگوئی ہے۔ یعنی چاند پر انسان کے پہنچنے یا فلکی پروازوں کی پیشگوئی کے پُورا ہونے کے قریب کے زمانہ میں مُلحد اور مشرک اقوام پر شدید تباہی آنی مقدر ہے۔ اور اِس عاجز کے نزدیک سورۃ "الطور" کے نام میں پوشیدہ پیشگوئی کے مطابق اسی زمانہ میں اسرائیلی فتنہ نے بھی سر اُٹھانا تھا۔

سورۃ الرحمٰن میں "آسمان کے پھٹنے" کی بھی پیشگوئی ہے۔ فرمایا:۔

فَاِذَا انۡشَقَّتِ السَّمَآءُ فَکَانَتۡ وَرۡدَۃً کَالدِّھَانِ ۝ (ع ۲)

ترجمہ:۔ "جب آسمان پھٹ جائے گا اور سُرخ چمڑے کی طرح ہو جائے گا (وہ آخری فیصلہ

کی گھڑی ہو گی۔" (تفسیر صغیر)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ایک اور مقام پر فرماتا ہے :-

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ○ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ○ وَ اِذَا
الْاَرْضُ مُدَّتْ ○ (الانشقاق ع ۱)

ترجمہ :- جب آسمان پھٹ جائے گا۔ اور اپنے رب (کی بات سُننے) کے لئے کان دھریگا اور یہی (اُس پر) فرض ہے۔ اور جب زمین پھیلا دی جائے گی۔"

مختصر تفسیر :- یعنی جب آسمان سے متواتر نشان ظاہر ہونے لگ جائیں گے ۔۔۔۔ نشانات کی کثرت کی وجہ سے بڑے بڑے لوگ اور عالم بھی خدا تعالیٰ کی باتوں پر غور کرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے ۔۔۔۔۔۔ اُس زمانہ میں یہ ثابت ہو جائے گا کہ بہت سے کُرّے جو بظاہر آسمان کے ساتھ وابستہ نظر آتے ہیں وہ زمین کا حصہ ہیں جیسے چاند اور مریخ وغیرہ۔ یہ سائنس کا انکشاف اِس زمانہ میں ہوا ہے پہلے نہیں ہوا تھا۔ بلکہ مزید بات یہ ہے کہ ان کُرّوں کو زمین کا حصہ سمجھ کر بعض لوگ یہ کوشش کر رہے ہیں کہ راکٹ کے ذریعہ سے اُن تک پہنچ جائیں یا اُن کو بھی رہائش کے لحاظ سے زمین کا ہی ایک حصہ ثابت کر دیں۔ اگر یہ ہو جائے یا بعض لحاظ سے چاند اور دوسرے کُرّوں سے ایسے فائدے اُٹھائے جا سکیں جس سے زمین متمتع ہو تو اس کا یہی مفہوم ہوگا کہ زمین پھیل گئی ہے۔" (تفسیر صغیر طبع اول دسمبر ۱۹۵۷ء)

غرض ایک فرستادہ حق نے آج سے قریباً بارہ سال قبل قرآنی پیشگوئیوں کی روشنی میں مادی دُنیا میں انسان کی کوششوں اور ان کوششوں کے ممکن نتائج نیز وہ حدود جن سے آگے نکلنا انسان کے لئے ناممکن ہوگا، اِن تمام امور کا اعلان کر دیا تھا۔

لیکن اِس مضمون میں در اصل یہ دکھانا مقصود ہے کہ مُلحد و مشرک انسان کی انتہائی مادّی ترقی کے مقابل اللہ تعالیٰ اپنے انعام یافتہ بندوں کو جن بلند مقامات تک لے گیا مادّہ پرست انسان ان مقامات کی گردِ راہ کو بھی نہیں پا سکتا۔ نہ صرف یہ بلکہ اپنی ملحدانہ یا مشرکانہ روش اور تہذیب کے نتیجہ میں عنقریب مادہ پرست انسانوں کے گروہ عبرتناک عذاب کا شکار ہونے والے ہیں ٭

(باقی)

مغرب میں رُونما ہونے والے رُوحانی انقلاب کی ایک خوشکن جھلک

یورپ کی نومسلم احمدی خواتین کے انتہائی قابلِ قدر جذبات

اللہ تعالیٰ کی طرف سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملنے والی عظیم الشان بشارتوں کے مطابق جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں آج اسلام یورپ اور امریکہ میں بھی پھیل رہا ہے اور اِس طرح وہاں ایک عظیم روحانی انقلاب رونما ہونے کی داغ بیل پڑتی چلی جارہی ہے۔ نہ صرف یہ کہ وہاں کی سعید رُوحیں اسلام میں داخل ہوکر خود اپنی زندگیوں میں پاک تبدیلی پیدا کررہی ہیں بلکہ وہ اِس جذبہ سے بھی سرشار ہیں کہ اسلام جلد سے جلد دُنیا میں غالب آئے تا زمین پر بھی خدا کی بادشاہت اسی طرح قائم ہوجائے جس طرح کہ وہ آسمانوں میں قائم ہے۔ اِس امر کا اندازہ ڈنمارک کی دو نومسلم احمدی خواتین (جن کے اسلامی نام عائشہ اور طیبہ ہیں) کے انتہائی قابلِ قدر جذبات سے بھی لگایا جاسکتا ہے جن کا اظہار انہوں نے ایک خط میں کیا ہے۔

ڈنمارک کی یہ دونوں احمدی خواتین امسال جولائی کے اواخر میں جماعتہائے احمدیہ انگلستان کے جلسہ سالانہ میں شرکت کی غرض سے کوپن ہیگن سے لندن آئی تھیں۔ انہوں نے جلسہ میں شرکت کے بعد کوپن ہیگن واپس پہنچ کر لندن مشن کے زیرِ اہتمام شائع ہونے والے دینی مجلہ "دی مسلم ہیرلڈ" کے ایڈیٹر کے نام ایک خط میں جلسہ سالانہ کے متعلق اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔ یہ تاثرات نہایت درجہ اہمیت کے حامل ہیں اس لئے کہ ان میں اُس عظیم رُوحانی انقلاب کی ایک جھلک دیکھی جاسکتی ہے جو وہاں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں رونما ہو رہا ہے۔ ہم اس خط کا اُردو ترجمہ ذیل میں ہدیۂ قارئین کرتے ہیں۔ اِس خط میں مس جیلٹے عائشہ وِش نے لکھا:-

"مسجد نصرت جہاں کوپن ہیگن کے امام صاحب نے مجھ سے یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ میں جماعتِ احمدیہ انگلستان کے جلسہ سالانہ میں اپنی شمولیت اور اِس تعلق میں اپنے تاثرات کا اظہار کروں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل اور احسان ہے کہ مجھے امسال انگلستان کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کی توفیق ملی۔ فالحمد للہ

علیٰ ذالک۔

جلسہ کے پہلے روز یعنی ۲۶؍جولائی کو علی الصبح میری ڈینش بہن طلیبہ اور مَیں بذریعہ ہوائی جہاز کوپن ہیگن سے روانہ ہو کر ۶ بجے صبح لندن پہنچے۔

ٹیکسی میں خاصے طویل سفر کے بعد ہم اپنی منزلِ مقصود یعنی لندن مشن ہاؤس میں وارد ہوئے۔ وہاں لندن مسجد کے امام جناب بی۔اے رفیق اور ان کی بیگم نے ہمارا استقبال کیا۔ وہاں سے ہم سیدھے مسجد گئے جو مشن ہاؤس کے بالکل قریب واقع ہے تاکہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل میں ایک نئے شہر میں داخل ہونے پر نفل ادا کر سکیں۔ نماز ادا کرنے اور ناشتہ سے فارغ ہونے کے بعد ہمارے میزبان ہمیں اپنے گھر لے گئے۔

سفر کی تکان اُتارنے کی غرض سے جب ہم خاصی دیر آرام کر چکے تو ہمارے پاکستانی میزبان اور ان کی اہلیہ ہمیں جلسہ میں لے گئے جو اُس روز ساڑھے چار بجے سہ پہر وانڈزورتھ ٹاؤن ہال میں شروع ہونے والا تھا۔

جلسہ کے افتتاح کے بعد گلاسگو میں ہمارے مبلغ انچارج مسٹر بشیر آرچرڈ کی تقریر ہوئی۔ انہوں نے ارکانِ اسلام پر روشنی ڈال کر اسلامی تعلیم اور اس کی خوبیوں کو بہت عمدہ پیرایہ میں واضح کیا۔ ان کی تقریر جلسہ میں موجود غیر مسلموں پر تعارف کے رنگ میں اسلام کی خوبیاں واضح کرنے کے اعتبار سے ایک بہت عمدہ اور کامیاب تقریر تھی۔ اختتامی اجلاس کی آخری تقریر محترم چوہدری محمد ظفراللہ خاں صاحب کی تھی۔ آپ کی تقریر کا موضوع تھا "موجودہ سوسائٹی میں خدا کا تصور"۔ آپ نے میری اور بہن طلیبہ کی بہت عزت افزائی فرمائی کیونکہ آپ نے نہ صرف اُس روز کی انگریزی تقریر میں بلکہ اگلے روز اپنی اُردو تقریر میں بھی جو آپ نے خواتین کے جلسہ میں کی ہم دونوں کا خاص طور پر ذکر فرمایا۔

اِس جلسہ کے انعقاد میں جو رُوح کارفرما ہے اُس سے اور اپنے دینی بھائیوں اور بہنوں کے جذبات سے (جن سے ملاقات کا ہمیں موقعہ ملا) ہم دونوں بہت متاثر ہوئیں۔ سب نے ہی ہمیں بہت پُرخلوص طور پر خوش آمدید کہا۔ ہم نے سب کو ہی ڈنمارک میں احمدیت کی ترقی کے بارہ میں معلومات حاصل کرنے کا متمنی اور خواہشمند پایا۔

جلسہ کے دوسرے روز یعنی ۲۷ر جولائی کو ہم لجنہ اماء اللہ کے اجلاس سے بھی کچھ کم مستفیض نہیں ہوئیں۔ ہر چند کہ اُردو تقاریر کو سمجھنے سے ہم قاصر تھیں پھر بھی اس اجلاس میں شمولیت بہت ہی کار آمد اور مفید رہی۔ اپنی دینی بہنوں کی صحبت میں وقت گزارنے کی سعادت ہم دونوں کے لئے بے حد مسرت بخش ثابت ہوئی۔

چار دن کے بعد میں کوپن ہیگن واپس لوٹ آئی۔ میرا دل اللہ تعالیٰ کے اس غیر معمولی فضل اور احسان پر شکر کے جذبات سے لبریز تھا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب پر اپنا فضل نازل فرمائے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے ارد گرد پھیلی ہوئی وسیع و عریض دُنیا میں اسلام کے پیغام کی کما حقہٗ اشاعت کرنے میں کامیاب ہوں۔ آمین

طلیطہ عائشہ وٹس

کوپن ہیگن۔ ڈنمارک"

(ترجمہ از مسلم ہیرلڈ، لندن۔ بابت ستمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۲۱، ۲۲)

ڈنمارک کی ان دو نو مسلم احمدی خواتین (یعنی عائشہ اور طلیطہ) کی انگلستان کے جلسہ سالانہ میں برطانیہ کی ایک نو مسلم احمدی خاتون سلمیٰ صاحبہ سے بھی ملاقات ہوئی۔ یہ ملاقات بھی ان تینوں دینی بہنوں کے لئے کچھ کم مسرت انگیز ثابت نہیں ہوئی۔ جلسہ کے بعد سلمیٰ صاحبہ نے اپنی ڈینش بہن طلیطہ صاحبہ کو لندن سے جو خط لکھا وہ بھی جماعت احمدیہ کے ذریعہ یورپ میں رونما ہونیوالے انقلاب کا آئینہ دار ہے اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان نو مسلم احمدی خواتین کے دلوں میں دُنیا میں اسلام کے غالب آنے کی کیسی زبردست تڑپ پائی جاتی ہے۔ اختصار کے پیش نظر ہم سلمیٰ صاحبہ کے خط کے بعض اقتباسات کا ترجمہ بھی ذیل میں ہدیۂ قارئین کرتے ہیں۔ انہوں نے لکھا:۔

"تم (مراد طلیطہ صاحبہ) سے اور بہن عائشہ سے ملاقات میرے لئے جلسہ کو اور بھی زیادہ مسرت انگیز بنانے کا موجب ثابت ہوئی۔

تم دونوں سے ملاقات کے بعد میں اپنے اندر ایک نئی تازگی اور نئی امید محسوس کرتی ہوں۔ اپنے اپنے ملکوں میں احمدیت کے چند ابتدائی سفیروں کی حیثیت سے جو ذمہ داریاں اور فرائض ہم پر عائد ہوتے ہیں تم دونوں سے مل کر ان کی شدّت اور وسعت کا احساس اور بھی زیادہ گہرا ہو گیا ہے۔

ہم سب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے عظیم الشان فضل سے نوازا ہے لیکن ساتھ ہی ایک عظیم الشان کام بھی ہمارے سپرد فرمایا ہے۔ مَیں دُعا کرتی ہوں کہ ہمارا قادر و عزیز اور رحیم خدا ہمیں ہمت، طاقت اور صلاحیت عطا کرے تاکہ ہم غلبۂ اسلام کے ضمن میں وہ کردار ادا کر سکیں جو احمدی ہونے کی حیثیت میں ہمیں ادا کرنا چاہیئے۔

میری بڑی ہی خواہش ہے کہ ہم ایک دوسرے سے جلدی جلدی اور بار بار مل سکیں۔ اس طرح اَور باتوں کے علاوہ تم دونوں مجھے صحتمند مسابقت کی رُوح سے ہمکنار کر سکو گی۔ اسلامی زندگی کے دوسرے پہلوؤں کے اعتبار سے جو فوائد مجھے حاصل ہوں گے اُن سے قطع نظر کرتے ہوئے مجھے یقین ہے اِس طرح مَیں عربی زبان سیکھنے میں بھی دن دونی رات چوگنی ترقی کر سکوں گی۔

تم بھی دُعا کرو کہ اللہ تعالیٰ بہت جلد انگریزی بولنے والے لوگوں کی ایک کثیر تعداد کو اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے تا موجودہ خلا جلد پُر ہو سکے۔"

(مسلم ہیرلڈ بابت ستمبر ۶۹ء، صـ ۲۲/۲۳)

مندرجہ بالا ہر دو خطوط خاص اہمیت کے حامل ہیں اس لئے کہ یہ یورپ میں رونما ہونیوالے رُوحانی انقلاب کے آئینہ دار ہیں۔ مغرب کی وہ سرزمین جو ایک مادّی تہذیب کے مہلک اثرات کے ماتحت سر سے پاؤں تک فسق و فجور میں ڈوبی ہوئی ہے وہاں آج خدائی پیشگوئیوں کے مطابق سعید روحیں اسلام کی صداقت کی قائل ہو کر نہ صرف خود اپنی زندگیوں کو اس کی لازوال و بے مثال تعلیم کے سانچوں میں ڈھالنے میں مصروف ہیں بلکہ دوسروں کو بھی اسلام کا گرویدہ بنا کر اُن کی زندگیوں میں بھی انقلاب برپا کر دکھانے کے عزم سے لبریز ہیں۔

یورپ کی انہی سعید رُوحوں میں سے انگلستان کی محترمہ سلمیٰ اور ڈنمارک کی محترمہ عائشہ اور محترمہ طیّبہ بھی ہیں جن کے خطوط کے ترجمے ہم نے اُوپر درج کئے ہیں۔ اسلامی تعلیم پر عمل پیرا ہونے کا یہ جذبہ کتنا مسحور کُن ہے کہ جب محترمہ عائشہ اور محترمہ طیّبہ کوپن ہیگن سے لندن پہنچیں تو وہ اپنی قیام گاہ میں جانے سے قبل سیدھی مسجد میں گئیں اور نئے شہر میں داخل ہونے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل میں پہلے نوافل ادا کئے۔ پھر اسلامی علوم کا براہِ راست مطالعہ کرنے کی نیت سے عربی سیکھنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی آرزو کتنی قابلِ قدر ہے اور اُن کا یہ احساس کتنا قابلِ احترام ہے کہ وہ اپنے اپنے ملکوں میں احمدیت کے ان چند ابتدائی سفیروں کی

حیثیت رکھتی ہیں جن کے کندھوں پر ان ملکوں میں اسلام کو غالب کر دکھانے کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔ مزید برآں کس درد اور تڑپ کے ساتھ ان کے قلوب کی گہرائیوں سے یہ دُعا ہر آن نکلتی ہے کہ ہمارا قادر و عزیز خدا ہمیں ہمت، طاقت اور صلاحیت عطا کرے تاکہ ہم غلبۂ اسلام کے ضمن میں وہ کردار ادا کر سکیں جو احمدی ہونے کی حیثیت میں ہمیں ادا کرنا چاہیئے۔

یورپ کی فضاؤں میں پروان چڑھنے والی خواتین کی زندگیوں میں یہ انقلاب اور غلبۂ اسلام کے لئے ان کے قلوب میں یہ درد اور یہ تڑپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور احمدیت کی صداقت کا ایک زندہ ثبوت ہے۔ وہاں ایسی سعید رُوحوں کا وجود ایک معجزہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کردہ سلسلہ کی صداقت آشکار کرنے کے لئے اپنے دستِ قدرت سے ظاہر فرمایا ہے۔

ہمارا ایمان ہے اور ہمارے دل اس یقین سے لبریز ہیں کہ خدائی وعدوں کے عین مطابق وہ وقت بھی آئے گا اور ضرور آئے گا کہ جب مغربی ممالک ایسی ہی سعید رُوحوں سے آباد نظر آئیں گے۔ دُنیا کی کوئی طاقت اُس انقلاب کو جس کی ابتدائی جھلک آج ہم دیکھ رہے ہیں اپنے کمال کو پہنچنے سے روک نہیں سکتی اس لئے کہ ذالك تقدير العزيز العليم +

دینی کاموں کے لئے دن رات ایک کردو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"یہ وقت بھی ایک قسم کے جہاد کا ہے۔ مَیں رات کے تین تین بجے تک جاگتا ہوں اس لئے ہر ایک کو چاہیئے کہ اس (جہاد) میں حصّہ لے اور دینی ضرورتوں اور دینی کاموں میں دن رات ایک کردے۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۱۹۶)

انصار اللہ کا عہد

ہمارے سالانہ اجتماع اکتوبر ۱۹۵۶ء کے موقع پر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انصار اللہ کے لئے مندرجہ ذیل عہد منظور فرمایا۔ سب مجالس اپنے اجتماعات میں اسے بالالتزام دُہرایا کریں۔ (قائد عمومی)

"اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ

وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

مَیں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام اور احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظامِ خلافت کی حفاظت کے لئے انشاءاللہ آخر دم تک جدوجہد کرتا رہوں گا اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہوں گا۔ نیز مَیں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا"

پروگرام اجتماع انصار اللہ مرکزیہ

اجلاس اوّل

۲۴ اکتوبر ۱۹۶۹ء / اخاء ۱۳۴۸ ہش بروز جمعۃ المبارک

۳۰-۳ تا ۴۰-۳	تلاوتِ قرآن مجید	مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب
۴۰-۳	دعا۔ عہد۔ عطاءِ علم انعامی۔ افتتاحی خطاب	سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں درخواست کی جائے گی۔
۱۵ منٹ	درس قرآن مجید	مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب
۵۰ منٹ	تفریحی و ورزشی مقابلہ جات	
۴۰-۵ تا ۳۰-۷	وقفہ برائے نماز مغرب و عشاء و طعام	

اجلاس دوم

۳۰-۷ تا ۳۵-۷	تلاوتِ قرآن مجید	مکرم حافظ مسعود احمد صاحب
۳۵-۷ تا ۴۰-۸	سالانہ رپورٹیں	قائدین مرکزیہ
۴۰-۸ تا ۰۰-۱۰	(أ) انتخاب صدر (ب) شوریٰ	

شب بخیر

اجلاس سوم

۲۵ اکتوبر ۱۹۶۹ء / اخاء ۱۳۴۸ ہش بروز ہفتہ

۳۰-۴ تا ۰۰-۵	نماز تہجد	
۰۰-۵ تا ۲۵-۵	نماز فجر	
۲۵-۵ تا ۵۰-۵	درس قرآن مجید	مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد

۵۰-۵ تا ۵-۷	سیرت حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم	
۱۵ منٹ	حضور صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت مصلح	مکرم پروفیسر بشارت الرحمن صاحب
۱۵ منٹ	" " " بحیثیت مشفق	مکرم مولانا غلام باری صاحب سیف
۱۵ منٹ	" " " بحیثیت عبد	مکرم مسعود احمد خان صاحب
۱۵ منٹ	" " " بحیثیت خاتم النبیین	مکرم مولوی غلام احمد صاحب فرخ
۱۵ منٹ	" " " بحیثیت محبوب خدا	مکرم ملک سیف الرحمن صاحب
۵-۸ تا ۵۰-۸	ناشتہ	

اجلاس چہارم

۵۰-۸ تا ۵۵-۸	تلاوت قرآن مجید	مکرم چوہدری عبدالعزیز صاحب
۵۵-۸ تا ۵-۹	نظم	مکرم محمد احمد صاحب انور ایم۔اے
۵-۹ تا ۲۰-۹	درس قرآن مجید	مکرم شیخ مبارک احمد صاحب (متبادل) مکرم مولوی نورالحق صاحب
۲۰-۹ تا ۳۵-۹	درس حدیث النبیؐ	مکرم ملک سیف الرحمن صاحب
۳۵-۹ تا ۴۵-۹	ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام	مکرم پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب
۴۵-۹ تا ۵۵-۹	نظم	مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب
۵۵-۹ تا ۲۵-۱۰	آداب نماز و طریق ادائیگی	مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب
۲۵-۱۰ تا ۴۰-۱۰	جماعت احمدیہ کا امتیازی نشان	مکرم مولانا غلام احمد صاحب فرخ
۴۰-۱۰ تا ۵۵-۱۰	صحابہ کرام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جذبۂ اطاعت	مکرم مولانا غلام باری صاحب سیف
۵۵-۱۰ تا ۱۰-۱۱	نماز کا اصل مغز۔ دعا	مکرم مولانا قاضی محمد نذیر صاحب
۱۰-۱۱ تا ۲۵-۱۱	قبولیت دعا کے شرائط	مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب
۲۵-۱۱ تا ۴۰-۱۱	تحریک تعلیم القرآن کی اہمیت و وسعت	مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب
۴۰-۱۱ تا ۵۵-۱۱	غذا کے متعلق اسلامی ہدایات	مکرم صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب
۵۵-۱۱ تا ۵۰-۱۲	**انعامی تقریری مقابلہ**	**منصفین**
	عنوانات (۱) گناہوں سے بچنے کے طریق	مکرم مولانا قاضی محمد نذیر صاحب (نفس مضمون)
	(۲) نوافل۔ اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کا ذریعہ	مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب (طریق ادائیگی)
	(۳) نماز تہجد کی فضیلت	مکرم نسیم سیفی صاحب (زبان)

	(۴) درود کے فضائل	
	(۵) صدقات — اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچنے کا ذریعہ	
	(۶) قربِ الٰہی کے حصول کے ذرائع	
	(۷) ذکرِ الٰہی کی فضیلت	
۵۰-۱۲ تا ۲۵-۲	وقفہ برائے نماز ظہر و عصر و طعام	

اجلاس پنجم

۲۵-۲ تا ۳۰-۲	تلاوتِ قرآن مجید	مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب
۳۰-۲ تا ۴۰-۲	نظم	مکرم چوہدری عبدالعزیز صاحب
۴۰-۲ تا ۵۵-۲	"ہماری جماعت کو اللہ تعالیٰ ایک نمونہ بنانا چاہتا ہے" (المسیح الموعودؑ)	مکرم شیخ محمد حنیف صاحب
۵۵-۲ تا ۱۰-۳	"اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کرو" (المسیح الموعودؑ)	مکرم قاضی محمد نذیر صاحب
۱۰-۳ تا ۲۵-۳	"تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو"	مکرم شیخ مبارک احمد صاحب (متبادل) مکرم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری
۲۵-۳ تا ۳۵-۳	نظم	مکرم محمد احمد صاحب انور ایم-اے
۳۵-۳ تا ۵۰-۳	عملی نمونہ کی ضرورت و اہمیت	مکرم مرزا عبدالحق صاحب
۵۰-۳ تا ۵-۴	نیکیوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے توفیق چاہو۔	مکرم مولانا غلام باری صاحب سیف
۵-۴ تا ۲۰-۴	سلسلہ احمدیہ کے قیام کی غرض	مکرم مولوی دوست محمد صاحب
۲۰-۴ تا ۳۰-۴	نظم	مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب
۳۰-۴ تا ۳۰-۵	تفریحی و ورزشی مقابلہ جات	
۳۰-۵ تا ۰۰-۸	نماز مغرب و عشاء و طعام	

اجلاس ششم

۰ ـــ ۸ تا ۵ ـــ ۸	تلاوتِ قرآن مجید	مکرم مولوی بشارت احمد صاحب بشیر
۵ ـــ ۸ تا ۱۵ ـــ ۸	نظم	مکرم چوہدری عبدالعزیز صاحب
۱۵ ـــ ۸ تا ۳۰ ـــ ۸	تقسیم انعامات و اسناد خوشنودی	حضرت صدر محترم
۳۰ ـــ ۸ تا ۳۰ ـــ ۹	سوال و جواب	(۱) مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب (۲) مکرم مرزا عبدالحق صاحب (۳) مکرم پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب
۳۰ ـــ ۹ تا ۴۵ ـــ ۹	درس قرآن مجید	مکرم مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب

شب بخیر

اجلاس ہفتم

۲۶ اخاء ۱۳۴۸ ہش / اکتوبر ۱۹۶۹ء بروز اتوار

۳۰ ـــ ۴ تا ۰ ـــ ۵	نماز تہجد	
۰ ـــ ۵ تا ۳۰ ـــ ۵	نماز فجر	
۳۰ ـــ ۵ تا ۴۵ ـــ ۵	درس قرآن مجید	مکرم مولوی ظہور حسین صاحب
۴۵ ـــ ۵ تا ۰ ـــ ۶	درس حدیث النبیؐ	مکرم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر
۰ ـــ ۶ تا ۱۰ ـــ ۶	درس ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام	مکرم مولانا دوست محمد صاحب
۱۰ ـــ ۶ تا ۰ ـــ ۷	ذکر حبیب علیہ السلام	
۰ ـــ ۷ تا ۳۰ ـــ ۸	وقفہ برائے ناشتہ	

اجلاس ہشتم

۳۰ ـــ ۸ تا ۳۵ ـــ ۸	تلاوتِ قرآن مجید	مکرم حافظ مسعود احمد صاحب
۳۵ ـــ ۸ تا ۵۰ ـــ ۸	درسِ قرآن کریم	مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب
۵۰ ـــ ۸ تا ۰ ـــ ۹	نظم	مکرم چوہدری عبدالعزیز صاحب

۹۔۰۰ تا ۹۔۱۵	"آسمان سے دُودھ اُترا ہے محفوظ رکھو" (الہام حضرت مسیح موعودؑ)	مکرم مرزا عبدالحق صاحب
۹۔۱۵ تا ۹۔۳۰	تقویٰ شعاروں کی جماعت	مکرم شیخ مبارک احمد صاحب (متبادل) مکرم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری
۹۔۳۰ تا ۹۔۴۵	احمدیت اکنافِ عالم میں	مکرم نسیم سیفی صاحب
۹۔۴۵ تا ۱۰۔۱۰	**تربیتِ نفس و تربیتِ اولاد**	محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب صدر مجلس مرکزیہ
۱۰۔۱۰ تا ۱۰۔۲۵	قادیان میں درویشوں کے شب و روز	مکرم ڈاکٹر نصیر احمد خان صاحب
۱۰۔۲۵ تا ۱۰۔۴۰	حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ارشاد فرمودہ تحریکات بابت وظائف درود اور انکی اہمیت	مکرم مولوی غلام احمد صاحب فرخ
۱۰۔۴۰ تا ۱۰۔۵۰	نظم	مکرم چوہدری عبدالعزیز صاحب
۱۰۔۵۰ تا ۱۱۔۵	اپنے اوقات خدمتِ دین میں بسر کرنے چاہئیں۔	مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب
۱۱۔۵ تا ۱۱۔۲۰	احمدی بچوں کو احمدیت کا نمونہ بنائیں۔	مکرم مسعود احمد خان صاحب
۱۱۔۲۰ تا ۱۱۔۳۰	نظم	مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب
۱۱۔۳۰	خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز	
	عہد و دُعاء	

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ ربّ العٰلمین

(خاکسار محبوب عالم خالد)

قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ

ربوہ

اہم مرکزی اعلانات

سالانہ اجتماع انصار اللہ اور زعماء مجالس کی ذمہ داری

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا سالانہ اجتماع عنقریب منعقد ہو رہا ہے۔ زعماء انصار اللہ اپنی اپنی مجلس کے پورے ذمہ دار اور مرکز کے سامنے جوابدہ ہیں۔ اجتماع شروع ہونے میں جو چند دن باقی ہیں ان سے پورے طور پر فائدہ اٹھائیے۔ چندہ کے ہر بقایا دار سے بقایا وصول کر کے مرکز میں بھجوا دیجئے تاکہ آپ کی مجلس کا نام بقایا دار مجالس میں نہ ہو۔ اس لئے ان چند دنوں میں پوری کوشش اور مستعدی سے وصولی کا کام کریں اور کسی رکن کو بقایا دار نہ رہنے دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

زعماء کرام توجہ فرمائیں!

اراکینِ انصار اللہ ایک دفعہ پھر اپنے سالانہ اجتماع کے لئے مرکز میں جمع ہو رہے ہیں یہاں وہ خالص دینی اور روحانی ماحول میں اپنا وقت گزاریں گے اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے روح پرور خطابات سے مستفیض ہوں گے۔

حسبِ دستور مجلس کی مضبوطی اور ترقی کی تجاویز سوچنے کے لئے مجلس شوریٰ بھی ہوگی۔ ناظمین اضلاع سے درخواست ہے کہ وہ ان پانچ باتوں کے متعلق اپنی تحریری رپورٹ ساتھ لائیں اور یہاں پہنچتے ہی قائد مال کے دفتر میں دیدیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(ا) آپ کے حلقہ کی کس کس مجلس کی طرف سے مرکز کو بجٹ نہیں بھجوایا گیا؟

(ب) کس کس مجلس نے اپنا سو فیصدی بجٹ پورا کر دیا ہے؟

(ج) کس کس مجلس کی وصولی بجٹ کے مطابق نہیں ہوئی اور کیوں؟

(د) جن مجالس کی وصولی بجٹ کے مطابق نہیں ان کی سالِ رواں کی پوزیشن سال گزشتہ کے مقابل کیا ہے؟

(ہ) نقائص کو دور کرنے کے لئے آپ نے کیا مساعی فرمائی ہیں؟

(قائد مال انصار اللہ مرکزیہ)

نتیجہ امتحان انصار اللہ سہ ماہی دوم ۱۳۴۸ ہش / ۱۹۶۹ء

مورخہ ۲۰/۶/۴۸ ہش اور ۲۲/۶/۴۸ ہش بروز جمعہ و اتوار اراکین انصار اللہ کا امتحان ہوا جس کے لئے نصاب رسالہ الوصیت۔ والدین اور اولاد کے حق میں قرآنی دعائیں۔ وضو کے بعد کی دعا۔ اذان کے بعد کی دعا بطور نصاب مقرر تھیں۔ کل ۴۰۵ اراکین شامل ہوئے۔ مکرم عزیز محمد خان صاحب حلقہ اسلامیہ پارک لاہور اوّل اور مکرم چوہدری فضل احمد صاحب محلہ دار الرحمت شرقی ربوہ دوم قرار پائے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ آمین

حبیب اللہ خان قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندگان	ڈویژن	نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
۱	ترگڑی	مکرم محمد اسمٰعیل صاحب	A	۱۸	عزیز آباد کراچی	مکرم غلام رسول صاحب	B
۲	اسلامیہ پارک لاہور	" ملک بشیر احمد صاحب	A	۱۹	ڈرگ روڈ "	" عبد الغفار صاحب	A
۳	"	" سردار بشیر احمد صاحب	A	۲۰	ماڑی پور "	" محمد حمید احمد صاحب	A
۴	"	" شیخ عبد اللطیف صاحب	A	۲۱	"	" ملک عطاء الرحمٰن صاحب	A
۵	"	" مسعود احمد شاہ صاحب بخاری	A	۲۲	"	" قریشی خلیل احمد صاحب	B
۶	"	" عزیز محمد خان صاحب اوّل	A	۲۳	مسعود آباد "	" مولوی محمد نواز صاحب	A
۷	ترگڑی	" غلام حسین صاحب	A	۲۴	"	" آغا محمد عبد اللہ صاحب	A
۸	چک ۱۷۱ چھور	" محمد ابراہیم صاحب فادؔ	A	۲۵	"	" چوہدری احمد مختار صاحب	A
۹	سرگودھا شہر	" غلام رسول صاحب قمر	A	۲۶		" غلام رسول صاحب	A
۱۰	باغبانپورہ لاہور	" عبد الرحمٰن صاحب	A	۲۷	محمود آباد سوسائٹی	" خواجہ محمد اسمٰعیل صاحب	A
۱۱	پیر الٰہی بخش کالونی کراچی	" چوہدری احمد جان صاحب	A	۲۸	[illegible]	" محمد شفیع صاحب گوندل	B
۱۲	"	" شیخ عبد الحفیظ صاحب	B	۲۹	"	" میجر مرزا امیر احمد صاحب	A
۱۳	ناظم آباد شمالی کراچی	" عبد الکریم صاحب	A	۳۰	ناظم آباد شمالی	" ایم حفیظ الرحمٰن صاحب فاروقی	B
۱۴	"	" عبد المجید صاحب بھٹی	A	۳۱	پیر الٰہی بخش کالونی کراچی	" محمود احمد صاحب بھٹی	A
۱۵	محمد علی سوسائٹی کراچی	" شیخ عبد الحی صاحب	A	۳۲	ناظم آباد [illegible] کراچی	" عبد الکریم صاحب	B
۱۶	ڈرگ روڈ کراچی	" سید نذیر احمد صاحب	A	۳۳	دستگیر سوسائٹی کراچی	" عبد الرحیم صاحب بیگ	A
۱۷	"	" ڈاکٹر محمد اسحٰق صاحب	A	۳۴	"	" عبد الحکیم صاحب [illegible]	B

۳۵	جیکب سوسائٹی کراچی	مکرم یوسف علی صاحب	B	۶۲	مسعود آباد کراچی	مکرم سید عبد الکریم صاحب	A
۳۶	"	" چوہدری شبیر احمد صاحب	A	۶۳	حلقہ منورہ "	" جی۔ ایم۔ دائی پٹیل صاحب	A
۳۷	"	" عبد الغنی صاحب	A	۶۴	"	" مرزا محمد بشیر صاحب	A
۳۸	"	" عبد السلام صاحب اختر	B	۶۵	محمود علی سوسائٹی "	" میجر عزیز احمد صاحب چوہدری	A
۳۹	عزیز آباد کراچی	" مبارک احمد صاحب	A	۶۶	لارنس روڈ "	" عبد المجید صاحب	A
۴۰	دستگیر کالونی "	" حمید اللہ خان صاحب	A	۶۷	ڈرگ کالونی "	" خواجہ شریف احمد صاحب	B
۴۱	"	" مسعود احمد صاحب	A	۶۸	عزیز آباد "	" عبد المجید صاحب	A
۴۲	"	" مقصود احمد صاحب	A	۶۹	"	" عبد الحی صاحب	B
۴۳	"	" چوہدری ناصر احمد صاحب	A	۷۰	ناظم آباد جنوبی	" ملک نصیر احمد صاحب	A
۴۴	"	" صوفی عبد الرحمن صاحب	A	۷۱	"	" عطاء اللہ خان صاحب	A
۴۵	عزیز آباد کراچی	" مبارک احمد صاحب چوہدری	B	۷۲	"	" احمد بخش صاحب	B
۴۶	حلقہ منورہ کراچی	" حافظ عبد الغفور صاحب	A	۷۳	لیاقت آباد کراچی	" چوہدری فیض الرحمن صاحب	B
۴۷	"	" ملک عمر احمد صاحب	A	۷۴	"	" شیخ عبد الرشید صاحب	A
۴۸	عزیز آباد کراچی	" محمد سلیم احمد صاحب	A	۷۵	ماڑی پور "	" ضیاء اللہ صاحب	A
۴۹	"	" ملک الطاف الرحمن صاحب	A	۷۶	"	" ملک محمد اشرف صاحب	A
۵۰	"	" چوہدری نذیر احمد صاحب	A	۷۷	مسعود آباد "	" محمد شفیع صاحب ہاشمی	A
۵۱	ہاؤسنگ سوسائٹی "	" مرزا عبد الرحمن صاحب	A	۷۸	ناظم آباد "	" ملک نعیم احمد صاحب	A
۵۲	"	" مولوی عبد الحمید صاحب	A	۷۹	"	" محمد شفیع خان صاحب مجیب آبادی	A
۵۳	"	" مرزا محمد حسین صاحب	A	۸۰	"	" بشارت احمد صاحب	B
۵۴	"	" شیخ عبد الرحمن صاحب	A	۸۱	"	" مستری فضل کریم صاحب	B
۵۵	"	" سردار احمد صاحب	A	۸۲	"	" سید محمد سعید شاہ صاحب	B
۵۶	"	" صوفی غلام احمد صاحب	B	۸۳	"	" سلطان محمود صاحب	A
۵۷	"	" محمد شریف صاحب چغتائی	A	۸۴	"	" صدر الدین صاحب کھوکھر	B
۵۸	"	" محمد ارشاد صاحب ہاشمی	A	۸۵	"	" شیخ فیض الحق صاحب	A
۵۹	"	" چوہدری نذیر احمد صاحب	A	۸۶	"	" محمد یوسف صاحب انجینئر	A
۶۰	"	" شیخ خلیل الرحمن صاحب	A	۸۷	"	" نذیر احمد صاحب سیالکوٹی	A
۶۱	"	" مسعود احمد صاحب خورشید	A	۸۸	حلقہ منورہ	" محمد ایوب صاحب	B

۸۹	حلقہ صدر کراچی	مکرم مرزا جہانگیر بیگ صاحب	A
۹۰	•	" عتیق الدین خان صاحب	B
۹۱	"	" بشیر احمد صاحب	A
۹۲	جیکب لائن کراچی	" چوہدری کرم الدین صاحب	B
۹۳	"	" بشیر احمد صاحب	B
۹۴	"	" عبداللطیف صاحب	B
۹۵	"	" شیخ رحمت اللہ صاحب	A
۹۶	مارٹن روڈ "	" عبدالرحیم صاحب مدہوش	A
۹۷	"	" آفتاب احمد صاحب بسمل	A
۹۸	پیر الٰہی بخش کالونی "	" میجر سید محمود احمد شاہ صاحب	A
۹۹	ابی سینیا لائن "	" ولی الدین صاحب صدیقی	A
۱۰۰	"	مکرم محمد اختر صاحب	A
۱۰۱	"	" چوہدری عزیز اللہ صاحب	A
۱۰۲	"	" صوبیدار برکت علی صاحب	B
۱۰۳	"	" مرزا سردار احمد صاحب	A
۱۰۴	"	" وحید الدین صاحب	B
۱۰۵	"	" محمد اسمٰعیل صاحب بقاپوری	A
۱۰۶	"	" ڈاکٹر جلال الدین صاحب	A
۱۰۷	حلقہ صدر "	" سید سعید خالد صاحب	A
۱۰۸	"	" میجر عارف خان صاحب	A
۱۰۹	مارٹن روڈ "	" سید مرتضیٰ علی صاحب	A
۱۱۰	"	" محمد ابراہیم صاحب بھاگلپوری	A
۱۱۱	"	" سید محمد یوسف صاحب	A
۱۱۲	"	" محمد رشید الدین صاحب	A
۱۱۳	"	" محمد عیسیٰ جان صاحب	A
۱۱۴	کوئٹہ	" بدیع الزمان صاحب	A
۱۱۵	"	" مرزا محمد فاضل صاحب	A

۱۱۶	کوئٹہ	مکرم محمد عیسیٰ جان صاحب	A
۱۱۷	"	" میاں عبدالقیوم صاحب	A
۱۱۸	"	" خلیفہ عبدالرحمٰن صاحب	A
۱۱۹	"	" شیخ بشیر احمد صاحب	A
۱۲۰	"	" چوہدری محمد حیات صاحب	A
۱۲۱	"	" فیض الحق صاحب	A
۱۲۲	"	" محمد عبدالحق صاحب جنجوعہ	B
۱۲۳	"	" ادریس صاحب	A
۱۲۴	"	" میاں عبدالکریم صاحب	A
۱۲۵	"	" عبدالسلام صاحب	A
۱۲۶	"	" ملک غلام حسین صاحب	B
۱۲۷	"	" میاں جلال الدین صاحب	A
۱۲۸	"	" صوبیدار میجر عبدالرحمٰن صاحب	A
۱۲۹	"	" عبدالحمید خان صاحب	A
۱۳۰	"	" بشارت احمد صاحب	B
۱۳۱	"	" مستری اللہ دکھا صاحب	A
۱۳۲	"	" چوہدری عبداللہ صاحب ڈار	B
۱۳۳	"	" سید عبدالرشید صاحب	A
۱۳۴	"	" مرزا عبدالقیوم صاحب راولپنڈی	A
۱۳۵	"	" صوبیدار ثواب الدین صاحب	A
۱۳۶	"	" محمد صادق صاحب	A
۱۳۷	گولیکی	" پیرزادہ فیض عالم صاحب	A
۱۳۸	"	" پیر محمد اکبر صاحب سقراط	A
۱۳۹	"	" ماسٹر اللہ دتہ صاحب	A
۱۴۰	"	" مرزا محمد لطیف صاحب	A
۱۴۱	گوجرہ	" شاہ محمد صاحب	A
۱۴۲	"	" خواجہ عبدالرشید صاحب	A

۱۴۳	گوجرہ	مکرم مرزا غلام مصطفےٰ صاحب	B.
۱۴۴	"	" عبدالعزیز صاحب	A
۱۴۵	کھنڈو	" عبدالغفور صاحب	A
۱۴۶	انبہ کرم پورہ	" محمد موسےٰ صاحب	A
۱۴۷	"	" حکیم عبدالرحمٰن صاحب	A
۱۴۸	"	" منشی محمد الدین صاحب	A
۱۴۹	"	" عبدالحق صاحب	A
۱۵۰	جھنگ صدر	" چوہدری نور احمد صاحب عاجز	A
۱۵۱	جھنگ صدر	" مولوی احمد الدین صاحب	A
۱۵۲	"	" سراج الدین صاحب	A
۲۵۳	سکھر	" راجہ فخر الدین صاحب	A
۱۵۴	سکھر	" محمد فصیح صوفی صاحب	A
۱۵۵	"	" قریشی عبدالرحمٰن صاحب	A
۱۵۶	دوالمیال	" میجر ملک حبیب اللہ خان صاحب	A
۱۵۷	باڈہ مسن	" محکم الدین صاحب	A
۱۵۸	چک ۴۲/۹ کا چیلو	" غلام محمد صاحب علامی	A
۱۵۹	منڈی بہاؤالدین	" چوہدری نذیر احمد صاحب	B
۱۶۰	دارالعلوم ربوہ	" محمد اقبال حسین صاحب	A
۱۶۱	"	" بشیر احمد صاحب	B
۱۶۲	"	" بشیر محمد صاحب	A
۱۶۳	محمد آباد سٹیٹ	" ماسٹر ضیاء الدین صاحب ارشد	A
۱۶۴	مونڈ	" برکت اللہ صاحب ہوشیارپوری	A
۱۶۵	چکوال	" محمد حسین صاحب	A
۱۶۶	"	" نذیر احمد صاحب	A
۱۶۷	"	" ملک مبارک احمد صاحب	A
۱۶۸	"	" خواجہ محمد سعید صاحب	B
۱۶۹	"	" گلزار حسین صاحب	B
۱۷۰	محمد آباد مشرقی کراچی	مکرم محمد اسمٰعیل صاحب صدیقی	A
۱۷۱	لیاقت آباد	" محمد عبداللہ صاحب	A
۱۷۲	مسعود آباد "	" ملک عبدالرحمٰن صاحب	A
۱۷۳	محمد علی سوسائٹی "	" عبدالمومن صاحب	B
۱۷۴	جیکب لائن "	" محمد شفیق حسن صاحب	B
۱۷۵	لیاقت آباد	" غلام حسین صاحب	B
۱۷۶	"	" محمد انوار صاحب انصاری	B
۱۷۷	"	" عبدالسلام صاحب سکندر آبادی	A
۱۷۸	حلقہ سوسائٹی	" عطاء الرحمٰن صاحب	B
۱۷۹	دارالیمن غربی	" منشی سردار محمد صاحب	A
۱۸۰	"	" محمد اسمٰعیل صاحب اسلم	A
۱۸۱	دارالرحمت غربی	" غلام احمد صاحب	A
۱۸۲	"	" حکیم فضل الٰہی صاحب	B
۱۸۳	"	" کیپٹن محمد سعید صاحب	A
۱۸۴	"	" ایم عبدالغنی صاحب	A
۱۸۵	"	" حکیم عبدالرحمٰن شاہ صاحب	A
۱۸۶	دارالصدر جنوبی	" مرزا اظہر احمد صاحب	A
۱۸۷	"	" شیخ محمد احمد صاحب سعید	A
۱۸۸	"	" سید احمد شاہ صاحب	A
۱۸۹	کوارٹر تحریک جدید	" عبدالرحمٰن صاحب بنگالی	A
۱۹۰	گولبازار ربوہ	" عنایت اللہ صاحب	B
۱۹۱	"	" بشیر احمد صاحب سیالکوٹی	A
۱۹۲	"	" مکرم فضل الدین صاحب	A
۱۹۳	"	" شیخ محمد اکرم صاحب	A
۱۹۴	"	" رشید احمد صاحب	A
۱۹۵	"	" بشیر احمد صاحب	A
۱۹۶	"	" محمد صدیق صاحب چوہان	B

۱۹۷	گولبازار ربوہ	خلیل احمد صاحب	B
۱۹۸	〃	〃 مبارک احمد صاحب	A
۱۹۹	فیکٹری ایریا	〃 چوہدری حاکم علی صاحب	A
۲۰۰	〃	〃 احمد علی صاحب	A
۲۰۱	〃	〃 ملک بشارت احمد صاحب	A
۲۰۲	〃	〃 خادم حسین صاحب	A
۲۰۳	〃	〃 مرزا محمد صدیق بیگ صاحب	A
۲۰۴	دارالصدر غربی	〃 چوہدری غلام مرتضیٰ صاحب	A
۲۰۵	〃	〃 محمد شریف صاحب ہاشمی	A
۲۰۶	دارالصدر جنوبی	〃 عبدالرحمان صاحب	B
۲۰۷	〃	〃 میجر عبدالحمید صاحب	A
۲۰۸	〃	〃 حاجی رشید احمد صاحب	A
۲۰۹	〃	〃 چوہدری محمد ابراہیم صاحب	A
۲۱۰	〃	〃 عبدالعزیز صاحب کھوکھر	A
۲۱۱	〃	〃 ڈاکٹر غلام مصطفٰے صاحب	A
۲۱۲	〃	〃 ظفر اللہ خان صاحب	B
۲۱۳	〃	〃 ملک فضل دین صاحب	A
۲۱۴	〃	〃 قاری محمد امین صاحب	A
۲۱۵	〃	〃 عبدالمومن خان صاحب	A
۲۱۶	دارالرحمت وسطی	〃 قریشی عطاء اللہ صاحب	A
۲۱۷	〃	〃 ملک محمد شفیع صاحب	A
۲۱۸	〃	〃 شیخ خورشید احمد صاحب	A
۲۱۹	〃	〃 محمد عثمان صاحب	A
۲۲۰	〃	〃 کیپٹن احمد الدین صاحب	B
۲۲۱	〃	〃 حکیم رحمت اللہ صاحب بنگوی	B
۲۲۲	〃	〃 خواجہ عبدالقیوم صاحب	A
۲۲۳	〃	〃 چوہدری فتح محمد صاحب	A

۲۲۴	دارالرحمت وسطی	مکرم ماسٹر فقیر محمد صاحب	A
۲۲۵	〃 شرقی	〃 علم الدین صاحب	A
۲۲۶	〃	〃 عبدالحق صاحب	A
۲۲۷	〃	〃 چوہدری فضل احمد صاحب (دوم)	A
۲۲۸	〃	〃 بدر عالم صاحب	A
۲۲۹	〃	〃 مرزا برکت علی صاحب	A
۲۳۰	دارالشکر ربوہ	〃 محمد سعید صاحب	A
۲۳۱	دارالصدر شرقی	〃 ماسٹر حمید اللہ سنیاسی	A
۲۳۲	〃	〃 محمد دین صاحب	A
۲۳۳	〃	〃 صوفی رمضان علی صاحب	A
۲۳۴	〃	〃 خواجہ عبیداللہ صاحب	A
۲۳۵	دارالیمن غربی	〃 عبدالحکیم صاحب	A
۲۳۶	〃	〃 حسن محمد صاحب	A
۲۳۷	〃	نام نامعلوم	A
۲۳۸	دارالصدر غربی	〃 چوہدری اللہ بخش صاحب	A
۲۳۹	گولبازار ربوہ	〃 خواجہ محمد شریف صاحب	A
۲۴۰	〃	〃 خدا بخش صاحب	A
۲۴۱	بہاولنگر	〃 چوہدری غلام نبی صاحب	A
۲۴۲	〃	نام نامعلوم	B
۲۴۳	دارالیمن شرقی	〃 مظفر حسین صاحب	A
۲۴۴	〃	〃 رحمت علی صاحب	A
۲۴۵	〃	〃 ماسٹر شیر علی صاحب	A
۲۴۶	〃	〃 ماسٹر محمد اسماعیل صاحب	A
۲۴۷	〃	〃 ملک محمد خاں صاحب پنشنر	A
۲۴۸	〃	〃 بشیر احمد صاحب بھیروی	B
۲۴۹	ڈل پور	〃 منشی محمد خاں صاحب	A
۲۵۰	〃	〃 شیخ محمد یوسف صاحب	A

نمبر		نام	درجہ
۲۵۱		مکرم محمد رفیع صاحب ناصر	B
۲۵۲	〃	〃 ڈاکٹر امین الدین صاحب	A
۲۵۳	〃	〃 حوالدار بشیر احمد صاحب	A
۲۵۴	〃	〃 چوہدری احمد الدین صاحب	A
۲۵۵	〃	〃 محمد یعقوب صاحب	A
۲۵۶	〃	〃 عبدالرشید صاحب بھٹی	A
۲۵۷	〃	〃 چوہدری عبدالغنی صاحب	A
۲۵۸	〃	〃 چوہدری عبدالکریم صاحب	A
۲۵۹	〃	〃 سید غلام احمد صاحب	B
۲۶۰	〃	〃 ظفراللہ خان صاحب خیمہ	A
۲۶۱	〃	〃 دوست محمد صاحب شمس	A
۲۶۲	〃	〃 صالح محمد صاحب	A
۲۶۳	〃	〃 عیسیٰ خان صاحب	A
۲۶۴	〃	〃 میاں غلام احمد صاحب	A
۲۶۵	〃	〃 سید عطاء حسین شاہ صاحب	A
۲۶۶	〃	〃 بشیر احمد صاحب بٹ	A
۲۶۷	〃	〃 افتخار علی صاحب قریشی	A
۲۶۸	〃	〃 شیخ عبدالحق صاحب	B
۲۶۹	〃	〃 چوہدری نصیر احمد صاحب	A
۲۷۰	〃	〃 عبدالغنی صاحب	B
۲۷۱	〃	〃 میاں محمد اسماعیل صاحب	A
۲۷۲	〃	〃 ملک بشیر احمد صاحب	A
۲۷۳	〃	〃 قریشی عبدالرحمن صاحب ظفر	B
۲۷۴	〃	〃 فضل الدین صاحب بنگوی	A
۲۷۵	〃	〃 حکیم محمد بخش صاحب	B
۲۷۶	〃	〃 عبدالحکیم صاحب	A
۲۷۷		مکرم فیض احمد خان صاحب	B
۲۷۸	〃	〃 حکیم محمد اسلم صاحب	A
۲۷۹	〃	〃 〃 محمد مسلم صاحب	B
۲۸۰	〃	〃 الٰہی بخش صاحب	B
۲۸۱	〃	〃 عبدالغفور صاحب	B
۲۸۲	〃	〃 عبداللطیف صاحب بٹ	A
۲۸۳	〃	〃 محمد رمضان صاحب	A
۲۸۴	〃	〃 ڈاکٹر فضل کریم صاحب	A
۲۸۵	〃	〃 محمد الدین صاحب	A
۲۸۶	〃	〃 غلام غوث صاحب	A
۲۸۷	〃	〃 شیخ عبدالعزیز صاحب	A
۲۸۸	〃	〃 〃 عبداللطیف صاحب	A
۲۸۹	〃	〃 〃 محمد صادق صاحب	A
۲۹۰	〃	〃 میاں غلام محمد صاحب	A
۲۹۱	〃	〃 صوفی عبدالعزیز صاحب	A
۲۹۲	〃	〃 رحمت اللہ صاحب	B
۲۹۳	〃	〃 شیخ نذیر احمد صاحب سیالکوٹی	A
۲۹۴	〃	〃 پیر عبدالرحمن صاحب	A
۲۹۵	〃	〃 تاج محمد صاحب	A
۲۹۶	〃	〃 سید حاکم شاہ صاحب	A
۲۹۷	〃	〃 قریشی محمد خورشید احمد صاحب	A
۲۹۸	〃	〃 ماسٹر محمد شفیع صاحب	A
۲۹۹	〃	〃 ڈاکٹر نثار احمد صاحب	A
۳۰۰	〃	〃 شیخ عبدالقیوم صاحب	A
۳۰۱	〃	〃 صدیق احمد صاحب	A
۳۰۲	〃	〃 خورشید احمد خان صاحب	B

۳۰۳	ڈل پور	مکرم محمد عبداللہ صاحب	A
۳۰۴	"	، قریشی بشیر احمد صاحب	B
۳۰۵	"	، محمد شریف صاحب	A
۳۰۶	"	، محمد اسماعیل صاحب	A
۳۰۷	"	، عبدالرحمان صاحب کاشمیری	A
۳۰۸	"	، چوہدری غلام دستگیر صاحب	A
۳۰۹	"	، رشید احمد صاحب	A
۳۱۰	کنری	، ماسٹر فضل الدین صاحب	A
۳۱۱	"	، ملک محمد سعید صاحب	A
۳۱۲	"	، ڈاکٹر عبدالقادر صاحب	A
۳۱۳	"	، سید عمر شاہ صاحب	A
۳۱۴	کنگ چنن	، اکبر علی صاحب	A
۳۱۵	سیالکوٹ شہر	، محمد احمد صاحب قمر	A
۳۱۶	"	، کیپٹن سید محمد احمد صاحب	A
۳۱۷	"	، بابو محمد اقبال صاحب	A
۳۱۸	دارالرحمت شرقی ربوہ	، برکت اللہ صاحب	B
۳۱۹	"	، غلام صادق صاحب	A
۳۲۰	"	، ملک محمد احمد صاحب	A
۳۲۱	پشاور	، عبدالرشید صاحب	A
۳۲۲	"	، مولوی محمد الطاف خاں صاحب	A
۳۲۳	"	، نثار احمد صاحب فاروقی	A
۳۲۴	"	، مولوی عبدالکریم صاحب	A
۳۲۵	"	، چوہدری رکن الدین صاحب	A
۳۲۶	"	، میاں عبدالرفیق صاحب	A
۳۲۷	"	، خلیل الرحمان صاحب	A
۳۲۸	"	، حاجی بختیار احمد صاحب	B
۳۲۹	پشاور	مکرم صوفی رحیم بخش صاحب	A
۳۳۰	"	، شاہد احمد صاحب	A
۳۳۱	"	، مبارک احمد صاحب	A
۳۳۲	"	، چوہدری محمد شفیع صاحب فیروزپوری	A
۳۳۳	"	، شمس الدین صاحب	A
۳۳۴	"	، عبدالغفور صاحب	A
۳۳۵	"	، نیاز قطب احمد صاحب بٹ	A

معیارِ دوم

۱	مقر فضل لائلپور	مکرم شیخ غلام محمد صاحب	B
۲	"	، غلام قادر صاحب	B
۳	"	، ملک عبدالمجید صاحب	B
۴	"	، جمال دین صاحب	A
۵	"	، نظام الدین صاحب	B
۶	"	، شیخ ارشاد احمد صاحب	A
۷	"	، میاں سعید احمد صاحب	A
۸	"	، غلام مرتضےٰ صاحب	B
۹	پیپلز کالونی	، شیخ رشید احمد صاحب	B
۱۰	"	، عبدالمجید صاحب انبالوی	A
۱۱	"	، چوہدری عبدالخالق صاحب	B
۱۲	"	، سلطان احمد صاحب	B
۱۳	بتانہ "	، چوہدری محمد الدین صاحب	B
۱۴	سمن آباد	، مہر الدین صاحب	B
۱۵	"	، صوفی عبدالکریم صاحب	B
۱۶	"	، محمد صادق صاحب	B
۱۷	"	، محمد نواز صاحب	A

[illegible]	فیکٹری ایریا	مکرم مرزا شہاب الدین صاحب	B	۴۵	طارق آباد	مکرم محمد سلیم صاحب	A
۱۹	"	" حاجی مختار احمد صاحب	B	۴۶	جہال	" دریام الدین صاحب	A
۲۰	"	" محمد خورشید صاحب	B	۴۷	"	" حکیم خیر الدین صاحب	B
۲۱	ٹل پور	" سردار محمد صاحب	A	۴۸	رشا آباد	" شیخ عبدالرحیم صاحب	B
۲۲	غلام محمد آباد کالونی	" صدیق احمد صاحب	A	۴۹	"	" فضل احمد صاحب	B
۲۳	"	" ڈاکٹر نثار احمد صاحب جنگوی	A	۵۰	ناظم آباد کراچی	" حضرت گل صاحب	B
۲۴	"	" مشتاق احمد صاحب	A	۵۱	"	" عبدالرشید صاحب	B
۲۵	"	" غلام محمد صاحب	B	۵۲	"	" نور الدین صاحب	A
۲۶	جناح کالونی	" شیخ عبدالرحمن صاحب	B	۵۳	"	" میر محمد حسین صاحب	B
۲۷	"	" مرزا نذیر احمد صاحب	B	۵۴	"	" محمد شریف صاحب بٹ	C
۲۸	"	" شیخ محمد عبداللہ صاحب	B	۵۵	محمود آباد کراچی	" حافظ محمد فیضی صاحب	B
۲۹	"	" شیخ فضل حسین صاحب	A	۵۶	ابی سینیا کراچی	" ڈپٹی محمد حسین صاحب	A
۳۰	"	" شیخ فضل احمد صاحب	B	۵۷	جیکب لائن "	" ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب	A
۳۱	"	" ملک عبدالقادر صاحب	A	۵۸	ناظم آباد	" عبداللہ خان صاحب	B
۳۲	منصورہ آباد	" فضل حق صاحب	A	۵۹	"	" بابو اللہ داد خان صاحب	A
۳۳	"	" غلام نبی صاحب	B	۶۰	"	" ماسٹر امیر الدین صاحب	A
۳۴	"	" مستری قمر الدین صاحب	B	۶۱	"	" میاں احمد گل صاحب	A
۳۵	"	" علی بخش صاحب	B	۶۲	"	" غلام جیلانی صاحب	B
۳۶	کریم نگر	" شیخ سراج الدین صاحب	A	۶۳	"	" ابو عظیم الدین صاحب	B
۳۷	"	" شیخ اللہ بخش صاحب	B	۶۴	ڈرگ روڈ کراچی	" محمد حسین صاحب	B
۳۸	"	" غلام حسین صاحب	B	۶۵	ناظم آباد شمالی	" شیخ ذوالفقار علی صاحب	A
۳۹	"	" سید مبارک احمد شاہ صاحب	A	۶۶	"	" ڈاکٹر محمد زبیر صاحب	A
۴۰	گلبرگ کالونی	" حاجی محمد منشی صاحب	A	۶۷	[illegible] "	" نور الحق خان صاحب	B
۴۱	"	" مستری عبدالرحیم صاحب	B	۶۸	[illegible]	" میاں محمد فضل الدین صاحب	B
۴۲	"	" ملک محمود احمد صاحب	B	۶۹	نیو گلبرگ کالونی	" چوہدری حبیب اللہ صاحب	B
۴۳	"	" چوہدری جان محمد صاحب	B	۷۰	" منصورہ آباد	" شریف احمد صاحب	B
۴۴	طارق آباد	" محمد یعقوب صاحب	A				

متقی بننے کیلئے اخلاق فاضلہ میں ترقی کرنا ضروری ھے

جو لوگ اخلاق فاضلہ کے جامع ہوتے ہیں وہی اصل متقی ہوتے ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ھیں :-

''متقی بننے کے لئے یہ ضروری ھے کہ بعد اس کے کہ موٹی باتوں جیسے زنا، چوری، تلف حقوق، ریا، عجب، حقارت، بخل کے ترک میں پکا ھو تو اخلاق رذیلہ سے پرھیز کر کے ان کے بالمقابل اخلاق فاضلہ میں ترقی کرے۔ لوگوں سے مروت، خوش خلقی، ھمدردی سے پیش آوے، خدا تعالی کے ساتھ سچی وفا اور صدق دکھلاوے، خدمات کے مقام محمود تلاش کرے۔ ان باتوں سے انسان متقی کہلاتا ھے اور جو لوگ ان باتوں کے جامع ھوتے ھیں وھی اصل متقی ھوتے ھیں (یعنی اگر ایک ایک خلق فرداً فرداً کسی میں ھو تو اسے متقی نہ کہیں گے جب تک بحیثیت مجموعی اخلاق فاضلہ اس میں نہ ھوں) اور ایسے ھی شخصوں کے لئے لا خوف علیھم و لا ھم یحزنون ھے اور اس کے بعد ان کو کیا چاھیئے۔ اللہ تعالی ایسوں کا متولی ھو جاتا ھے جیسا کہ وہ فرماتا ھے و ھو یتولی الصالحین۔ حدیث شریف میں آیا ھے کہ اللہ تعالی ان کے ھاتھ ھوجاتا ھے جس سے وہ پکڑتے ھیں، ان کی آنکھ ھوجاتا ھے جس سے وہ دیکھتے ھیں، ان کے کان ھو جاتا ھے جن سے وہ سنتے ھیں، ان کے پاؤں ھوجاتا ھے جن سے وہ چلتے ھیں۔ اور ایک اور حدیث میں ھے کہ جو میرے ولی کی دشمنی کرتا ھے میں اس سے کہتا ھوں کہ میرے مقابلہ کے لئے تیار رھو۔ ایک جگہ فرمایا ھے کہ جب کوئی خدا کے ولی پر حملہ کرتا ھے تو خدا تعالی اس پر ایسے جھپٹ کر آتا ھے جیسے ایک شیرنی سے کوئی اس کا بچہ چھینے تو وہ غضب سے جھپٹتی ھے ''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۴۰۰، ۴۰۱)

ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا -